ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

مئی 2018ء - شعبان المعظم 1439ھ (جلد 15 شمارہ 8)

جلد 15 شمارہ 8

مئی 2018ء - شعبان المعظم 1439ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

مئی 2018ء - شعبان المعظم 1439ھ (جلد 15 شمارہ 8)

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

فی شمارہ .... 25 روپے

سالانہ .... 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.........................قانون کی حکمرانی...............مفتی محمد رضوان	3
درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط163).. قیامت سے قبل اللہ کے رزق سے خرچ کرنے کا حکم.// //	5
درسِ حدیث ...بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط4)...// //	11
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط10).............مفتی محمد رضوان	16
ملفوظات..// //	19
باز آؤ..ماسٹر عبدالحلیم احقرؔ	32
سرزمینِ ہزارہ، دلفریب نظارہ (قسط4)..................................مفتی محمد امجد حسین	33
ماہِ ربیع الآخر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.......مولانا طارق محمود	36
علم کے مینار:.......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حکیمانہ اقوال......مفتی غلام بلال	38
تذکرۂ اولیاء:.............حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشادات........مفتی محمد ناصر	41
پیارے بچو!......بچپن وکم عمری میں بولنے والے بچے (قسط3)......مولانا محمد ریحان	45
بزمِ خواتین .....عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط10)......مفتی طلحہ مدثر	49
آپ کے دینی مسائل کا حل............. نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ	
سے متعلق احادیث وآثار (پانچویں وآخری قسط)..........................ادارہ	57
کیا آپ جانتے ہیں؟... کھانے کے آداب (نویں وآخری قسط)....مفتی محمد رضوان	73
عبرت کدہ . حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف جانے کا حکم دینا...مولانا طارق محمود	78
طب وصحت....عودِ ہندی، یاقسط کے فوائد سے متعلق احادیث وروایات....حکیم مفتی محمد ناصر	80
اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........................// //	87
اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال	89

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

قانون کی حکمرانی

ہمارے ملک کو قائم ہوئے نصف صدی سے زائد عرصہ گزر گیا ہے، لیکن ہم لوگ قانون کی حکمرانی میں ابھی تک کامیابی حاصل نہیں کر سکے، جبکہ ہمارے مقابلہ میں دوسرے بہت سے پڑوسی ملکوں میں قانون کی حکمرانی کا نظام بہت بہتر ہے، جس کے نتیجہ میں وہ ممالک خوشحالی اور ترقی کی طرف گامزن ہیں۔

اور ترقی یافتہ ممالک قانون کی حکمرانی میں بہت آگے ہیں، جس کے نتائج سے وہ فوائد اٹھار ہے ہیں۔

جبکہ قانون کی حکمرانی پر شریعتِ اسلامیہ نے بہت زور دیا ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی ایسا قانون بنا دیا جائے، جس میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مختلف مذاہب میں سے کسی ایک مذہب پر عمل کیا گیا ہو، تب بھی دوسرے مذہب سے وابستہ رہنے والوں کو اس کی اطاعت و پیروی کا حکم ہے، شریعت میں اس ضابطہ کو ''حکمِ حاکم'' اور ''قضائے قاضی کے رافعِ اختلاف'' ہونے کا نام دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کے جائز اور مباح وانتظامی امور میں حکم ماننا واجب ہے، اور قاضی کسی واقعہ میں کوئی ایسا فیصلہ کر دے کہ جس میں فقہاء کا اختلاف ہو، اور اس کا فیصلہ کسی مجتہد وفقیہ کے قول کے موافق ہو، تو اس کی متعلقہ فریقین کو پابندی ضروری ہے، خواہ ایک فریق دوسرے مجتہد وفقیہ کے قول یا مسلک کو اختیار و پسند کرتا ہو۔

احادیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ ظالم اور فاسق حکمرانوں کی اطاعت بھی واجب ہے، مگر یہ کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم کریں کہ جو صریح اور واضح طور پر گناہ ہو۔

صریح اور واضح طور پر گناہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام ایسا ہو کہ جس کو شریعت نے واضح طور پر گناہ قرار دے دیا ہو، اور اس کے گناہ ہونے میں کوئی ابہام اور فقہاء کا اختلاف بھی نہ ہو۔

لیکن افسوس ہے کہ شریعت وفقہ کی ان اصولی تعلیمات وقواعد کو نظر انداز کر کے ہمارے یہاں قانون

www.idaraghufran.org

کی حکمرانی اور پیروی کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، اور نہ ہی قانون کی خلاف ورزی میں کوئی گناہ سمجھا جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ نیک صالح اور متقی سمجھے جانے اور ایک فقہی مسلک کے مکروہ کاموں سے بھی بچنے والے شخص کا حال یہ ہے کہ وہ ملک کے ایسے قوانین پر عمل کرنے کے لیے آمادہ وتیار نہیں کہ جس کی اطاعت شرعاً اس کے ذمہ واجب ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے تو سیاست کو دین سے خارج کردیا، اور بعض لوگوں نے سیاست کو تو دین میں داخل سمجھا، لیکن ملکی قوانین کا دین سے تعلق نہ سمجھا، جبکہ کچھ لوگوں نے حکمرانوں کے فاسق ہونے اور ملک میں شریعتِ اسلامیہ کا پوری طرح نظام نافذ نہ ہونے کی بنیاد پر حکومت کی جائز امور میں اطاعت کو واجب نہ سمجھا، بلکہ اس کے برعکس حکومت کے خلاف بغاوت کرنے اور قانون شکنی کو عبادت وفخر سمجھا، اور اوپر سے تحریری وتقریری طور پر اس کی تبلیغ وتشہیر میں بھی کسر نہیں چھوڑی، حالانکہ اس طرح کے خیالات شرعاً درست نہیں۔

اس کا نتیجہ ہے کہ ہمارے یہاں اوپر سے نیچے تک دین ودنیا کے ہر شعبہ میں قانون شکنی عام ہے، اور اس کی وجہ سے بدانتظامی وبدنظمی، کام چوری، کرپشن، رشوت وغیرہ کا دور دورہ ہے، قانون شکنی سے اس قسم کے مفاسد کا جنم لینا اور ترقی کرنا بالکل واضح ہے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ملک میں قانون کی حکمرانی پر عمل درآمد کا اہتمام کریں، اور جب تک کوئی قانون ایسا نہ ہو کہ جس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں صریح گناہ کا ارتکاب لازم آتا ہو، اس وقت تک اس کی پابندی کریں، اس کے نتیجہ میں جہاں ایک طرف شریعت کا حکم پورا ہوگا، تو دوسری طرف ملک کی ترقی وخوشحالی میں بھی ہم آگے بڑھیں گے، کیونکہ جائز قوانین پر عمل کرنے سے ملک میں خوشحالی اور ترقی حاصل ہوتی ہے، جو کہ ایک واضح مسئلہ ہے۔

لیکن بگڑے ہوئے ماحول اور مزاج ومذاق کی وجہ سے ہم اس کا احساس کرنے سے بھی محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس طرزِ عمل کی اصلاح فرما کر شریعت کے مطابق ملکی قوانین پر عمل درآمد کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

(سورہ بقرہ: قسط نمبر163، آیت نمبر254) مفتی محمد رضوان

قیامت سے قبل اللہ کے رزق سے خرچ کرنے کا حکم

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٥٤)

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لائے، خرچ کرو تم، اس میں سے جو رزق دیا ہم نے تم کو، اس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ نہ بیع ہوگی اس میں اور نہ دوستی اور نہ شفاعت، اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں (البقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو ایک خاص انداز میں اپنی طرف سے عطاء کیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا کہ اس سے پہلے کہ وہ دن یعنی قیامت کا دن آجائے کہ جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی، اور دوستی کام آئے گی، اور نہ ہی کسی کی شفاعت وسفارش کام آئے گی، اور فرمایا کہ کافر لوگ ہی دراصل ظالم ہیں۔

مذکورہ آیت میں خرچ کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کے متعلق بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے زکاۃ ادا کرنے کا حکم مراد ہے، اور بعض نے فرمایا کہ نفلی صدقات کا حکم مراد ہے، جبکہ بعض نے اس حکم کو زکاۃ اور واجب ونفلی صدقات سب کے لیے عام رکھا ہے۔

اور بظاہر راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں کارِ خیر میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، خواہ وہ زکاۃ کی صورت میں ہو یا واجب ونفلی صدقات کی صورت میں۔

اور ''رَزَقْنَاكُمْ'' فرما کر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ انسان کے پاس جو بھی رزق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا عطاء کیا ہوا ہے، لہٰذا انسان کو اللہ کی رضا اور اس کے حکم کے مطابق خرچ کرنے میں دل کے اندر کوئی بوجھ اور رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ اس سے پہلے پہلے کارِخیر میں مال خرچ کرلو کہ وہ دن آئے کہ اس دن نہ تو کوئی بیع یعنی معاوضہ دے کر جان چھڑائی جاسکے گی، اور نہ کسی کی یاری دوستی اس کے لیے مفید ہوگی، اور نہ ہی کسی کی سفارش کام آئے گی۔

دنیا میں اپنے آپ کو نقصان سے بچانے اور فائدہ حاصل کرنے کے بنیادی طور پر تین طریقے رائج ہیں۔ایک مال کے بدلہ میں کوئی چیز حاصل کرکے اپنے آپ کو نقصان سے بچانا یا نفع حاصل کرنا۔

دوسرے کسی کی محبت ودوستی کے ذریعہ اپنے آپ کو نقصان سے بچانا یا نفع حاصل کرنا۔

تیسرے کسی کی شفاعت وسفارش کے ذریعہ اپنے آپ کو نقصان سے بچانا یا نفع حاصل کرنا۔

آخرت میں یہ تینوں طریقے کام نہ آئیں گے۔

بظاہر یہ حکم کفار کے لیے ہے کہ کافروں کو کسی کی دوستی اور شفاعت مفید نہ ہوگی، اسی وجہ سے آخر میں کافر لوگوں کو ظالم قرار دیا گیا کہ کفر ہی سب سے بڑا ظلم ہے، اور مومن ومتقی کے لیے اللہ کے حکم سے دوستی اور شفاعت مفید ہوگی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (سورة الزخرف، الآية ٦٧)

ترجمہ: سب دوست اس دن بعض بعض کے دشمن ہوں گے، سوائے متقیوں کے (سورہ زخرف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي (مسلم، رقم الحديث ٢٥٦٦"٣٧")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں میری عظمت وتعظیم کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے، آج کے دن میں ان کو اپنے سائے میں رکھوں گا کہ جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جو مومن اللہ کی عظمت اور اللہ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے ہوں گے، ان کو اللہ جل جلالہٗ عرش کے سایہ میں جگہ عطاء فرمائے گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أنه قال: من أحب لله، وأبغض لله، وأعطى لله، ومنع لله، فقد استكمل الإيمان (سنن أبى داود، رقم الحديث ٤٦٨١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی سے) اللہ ہی کے لیے محبت رکھی، اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھا، اور اللہ ہی کے لیے عطا کیا، اور اللہ ہی کے لیے منع کیا، تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا (ابوداود)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من سره أن يجد طعم الإيمان، فليحب العبد لا يحبه إلا لله عز وجل (مسند أحمد، رقم الحديث ١٠٧٣٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ ایمان کا ذائقہ حاصل کرے، تو اسے چاہیئے کہ بندہ سے صرف اللہ عزوجل کے لیے محبت کرے (مسنداحمد)

اس طرح کی احادیث سے اللہ کی رضا کی خاطر محبت ودوستی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ آخرت میں مفید ہوگی، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے، جبکہ یہ تعلق ایمان وتقویٰ کی بنیاد پر ہو، جس سے ایمان میں ترقی اور اعمالِ صالحہ کی توفیق حاصل ہو۔

اسی وجہ سے بعض احادیث میں انسان کا اصل دوست اس کے نیک عمل کو قرار دیا گیا ہے، جو فوت ہونے کے بعد اس کے کام آئے گا۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" :لِابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةُ أَخِلَّاءٍ :أَمَّا خَلِيلٌ

فَيَقُولُ :مَا أَنْفَقْتُ فَلَكَ وَمَا أَمْسَكْتُ فَلَيْسَ لَكَ فَهَذَا مَالُهُ ,وَأَمَّا خَلِيلٌ فَيَقُولُ :أَنَا مَعَكَ فَإِذَا أَتَيْتَ بَابَ الْمَلِكِ تَرَكْتُكَ وَرَجَعْتُ , فَذَلِكَ أَهْلُهُ وَحَشَمُهُ وَأَمَّا خَلِيلٌ فَيَقُولُ :أَنَا مَعَكَ حَيْثُ دَخَلْتَ وَحَيْثُ خَرَجْتَ فَهَذَا عَمَلُهُ فَيَقُولُ :إِنْ كُنْتَ لَأَهْوَنَ الثلاثة علي (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۱۰۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم کے تین دوست ہوتے ہیں، ایک دوست تو وہ ہے، جو اس کو یہ کہتا ہے کہ جو آپ نے خرچ کرلیا، تو وہ آپ کا ہوگیا، اور جو روک لیا، تو وہ آپ کا نہیں ہے (بلکہ وہ آپ کے وارثوں کا ہے) یہ دوست تو اس کا مال ہے، اور دوسرا دوست وہ ہے، جو یہ کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس جب تم فرشتہ (یعنی موت) کے دروازہ پر پہنچ جاؤ گے، تو میں آپ کو چھوڑ کر لوٹ جاؤں گا، پس یہ اس کے گھر والے اور خدمت گزار ہیں، اور تیسرا دوست وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں، جہاں بھی آپ داخل ہوں گے، اور جہاں بھی آپ نکلیں گے، پس یہ اس کا عمل ہے، وہ اس کو یہ کہے گا کہ تو میرے اوپر تینوں دوستوں میں سے سب سے ہلکا تھا (ابنِ حبان)

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (سورة طٰهٰ، رقم الآية ۱۰۹)

ترجمہ: اس دن نہیں نفع پہنچائے گی شفاعت، مگر اسی کو جس کے لیے اجازت دے گا رحمٰن، اور اس کے قول سے راضی ہوگا (سورہ طٰہٰ)

اس کے قول سے راضی ہونے کا مطلب مفسرین نے یہ بتلایا ہے کہ وہ کم از کم مومن ہو، یا نیک بندہ ہو، جس نے کلمۂ توحید پڑھا ہوا ہو، اپنے قول سے سچ اور حق باتیں کی ہوں، اس کو شفاعت مفید ہوگی۔

اورسورہ سبأ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ (سورة سبأ، رقم الآية ٢٣)

ترجمہ: اور نہیں نفع پہنچائے گی شفاعت اللہ کے نزدیک، مگر اسی کے لیے، جس کو وہ اجازت دے (سورہ سبأ)

اورسورہ زمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا (سورة الزمر، رقم الآية ٤٤)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ اللہ ہی کے لیے ہے شفاعت پوری کی پوری (سورہ زمر)

مطلب یہ ہے کہ آخرت میں شفاعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس کی اجازت اور حکم کے بغیر کسی کو شفاعت کرنے کا استحقاق نہیں ہوگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " قَدْ أُعْطِيَ كُلُّ نَبِيٍّ عَطِيَّةً فَكُلٌّ قَدْ تَعَجَّلَهَا، وَإِنِّي أَخَّرْتُ عَطِيَّتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي، وَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي لَيَشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلثَّلَاثَةِ، وَلِلرَّجُلَيْنِ، وَلِلرَّجُلِ " (مسند احمد، رقم الحديث ١١٤٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو (دعاء کی قبولیت کا) عطیہ دیا گیا، پس ہر ایک نے اس کو دنیا میں جلدی اختیار کرلیا، اور میں نے اپنے عطیہ کو (آخرت میں) اپنی امت کی شفاعت کے لیے رکھ لیا (لہٰذا میں اپنی امت کے لیے سب سے پہلے بڑی شفاعت کروں گا) اور میری امت میں سے کوئی آدمی کچھ لوگوں کی جماعت کی شفاعت کرے گا، اور وہ اس کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے، اور کوئی آدمی پورے قبیلے کی شفاعت کرے گا، اور کوئی آدمی کسی گروہ کی شفاعت کرے گا، کوئی آدمی تین آدمیوں کی، اور کوئی دو آدمیوں کی اور کوئی ایک آدمی کی شفاعت کرے گا (مسند احمد)

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان

کے فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ''ماہِ رمضان'' اور اس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃُ القدر کے فضائل واحکام اور ان سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کو مدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح

کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام

نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت

نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ

نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام

تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام

نمازِ وتر اور اس کی جماعت کے احکام

تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

نفل، سنت اور واجب

اعتکاف

کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام

نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام

اور متعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شوال

اور

عیدُ الفطر

کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے دسویں مہینے ''شوال المکرّم'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل انداز میں تحریر کیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر، چاندرات، عید کی نماز وخطبہ، عید کی رسموں اور شش عید کے روزوں وغیرہ کے متعلق فضائل ومسائل، بدعات ومنکرات پر کلام کیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ آخر میں ماہِ شوال سے متعلق تاریخی واقعات کو بھی باحوالہ جمع کردیا گیا ہے، اس طرح بحمداللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عوام اور اہلِ علم کے لئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہوگیا ہے۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط4)

زیارتِ قبرِ نبوی پر شفاعتِ نبوی

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث مروی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آیا، اور اس کو میری زیارت کے علاوہ کوئی اور ضرورت کھینچ کر نہیں لائی، تو مجھ پر قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنے کا حق ہوگا (طبرانی، تاریخ اصبہان وغیرہ) [1]

اس حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے، اور اس حدیث میں مذکور ایک راوی مسلم بن سالم جہنی کو ضعیف قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے اس حدیث کی سند فی نفسہٖ ضعیف قرار دی جاسکتی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا عبدان بن أحمد قال :نا عبد الله بن محمد العبادى البصرى قال :نا مسلمة بن سالم الجهنى قال :حدثنى عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن سالم، عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من جاء نى زائرا لا تعمله حاجة إلا زيارتى، كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۴۵۴۶)

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا محمد بن أحمد بن سليمان الهروى، ثنا مسلم بن حاتم الأنصارى، ثنا مسلم بن سالم الجهنى، حدثنى عبد الله يعنى :العمرى ,حدثنى نافع، عن سالم، عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من جاء نى زائرا لم تنزعه حاجة إلا زيارتى، كان حقا على الله أن أكون له شفيعا يوم القيامة(تاريخِ اصبهان، ج۲ص۱۹۰)

حدثنا عبدان بن أحمد، ثنا عبد الله بن محمد العبادى البصرى، ثنا مسلم بن سالم الجهنى، حدثنى عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن سالم، عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من جاء نى زائرا لا يعلمه حاجة إلا زيارتى كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة(المعجم الكبير للطبرانى،رقم الحديث ۱۳۱۴۹)

[2] قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الأوسط، والكبير وفيه مسلمة بن سالم، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث، باب زيارة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن اس حدیث کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے، اس لئے دوسری روایات سے مل کر اس حدیث کو صحیح یا کم از کم حسن لغیرہٖ قرار دیا جاسکتا ہے، اور اسی لئے بعض محدثین نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا، ہمارے نزدیک یہی راجح ہے۔ [1]

جس کے پیشِ نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنا آخرت میں شفاعتِ نبوی کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال ابن حجر:مسلم بن سالم الجهني. كان يكون بمكة. قال أبو داود السجستاني: ليس بثقة. قلت: ما أبعد أن يكون مسلمة بن سالم الجهني البصري إمام مسجد بني حرام الذي أخرج له الدارقطني في سننه ما أخبرنا علي بن الفقيه وإسماعيل بن عبد الرحمن قالا: أخبرنا ابن الصباح أخبرنا ابن رفاعة. أخبرنا الخلعي حَدَّثَنا أبو النعمان تراب بن عمر حَدَّثَنا أبو الحسن الدارقطني حَدَّثَنا يحيى بن صاعد حَدَّثَنا عبد الله بن محمد العبادي سنة خمسين ومئتين بالبصرة حدثنا مسلمة بن سالم إمام مسجد بني حرام حدثنا عبد الله بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر رضي الله عنهما رفعه قال: من جاء ني زائرا لم تنزعه حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة. رواه أبو الشيخ، عَن مُحَمد بن أحمد بن سليمان الهروي حَدَّثَنا مسلم بن حاتم الأنصاري حَدَّثَنا مسلمة بهذا(لسان الميزان، ج٨ص٥٠، ٥١، تحت رقم الترجمة ٧٧٠٥)

وقال ابن الملقن:ورواه الطبراني في أكبر معاجمه من حديث عبيد الله بن عمر، عن نافع، (عن سالم) عن ابن عمر مرفوعا:

من جاء ني زائرا لا (تعمله) حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون (له) شفيعا يوم القيامة. أخرجه عن عبدان بن (أحمد)، نا عبد الله بن محمد العبادي البصري، ثنا (مسلمة) بن سالم الجهني، ثنا عبيد الله بن عمر به، وعزاه الضياء في أحكامه إلى رواية الطبراني بلفظ: من جاء ني زائرا لا ينزعه غير زيارتي، كان حقا على الله أن أكون له شفيعا يوم القيامة ثم قال: رواه من رواية عبد الله بن عمر العمري. قال الإمام أحمد: لا بأس به.وقال النسائي: ليس بالقوي.

والذي رأيته في الطبراني الكبير: عبيد الله بالتصغير كما أسلفته، فلعله في غير المعجم الكبير وذكره ابن السكن في سننه الصحاح المأثورة بلفظ: من جاء ني زائرا لا تنزعه حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة وصدر البيهقي في سننه لاستحباب زيارة قبره -عليه أفضل الصلاة والسلام- بحديث أبي هريرة المرفوع: ما من أحد يسلم علي: إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام. (و) رواه أبو داود في سننه بإسناد جيد، ثم أردفه بحديث ابن عمر السالف(البدرالمنير، ج٦ص٢٩٨، ٢٩٩، كتاب الحج، باب دخول مكة ومايتعلق به،الحديث السادس بعد التسعين)

[1] (وقال -صلّى الله عليه وسلم -من جاء ني زائراً لا يهمه إلا زيارتي كان حقاً علي أن أكون له شفيعاً) قال العراقي: رواه الطبراني من حديث ابن عمر وصححه ابن السكن اهـ.

قلت: ورواه الدارقطني والخلعي في فوائده بلفظ لم تنزعه حاجة إلا زيارتي وتصحيح ابن السكن إياه وإيراده له في أثناء الصحاح له وكذا صححه عبد الحق في سكوته عنه والسبكي في رد مسألة الزيارة لابن تيمية باعتبار مجموع الطرق (تخريج احاديث الاحياء للعراقي، تحت رقم الحديث ٧٧٢)

www.idaraghufran.org

حصول کا ذریعہ ہے، بشرطیکہ شرعی حدود کا لحاظ کیا جائے۔

(تفصیل کے لیے ہماری دوسری تالیف ''متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام'' ملاحظہ ہو)

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کے لیے شفاعتِ نبوی

بعض روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (قیامت کے دن) ہر ان دوشخصوں کے لیے شفاعت کروں گا، جو آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہوں۔ ؎1

لیکن ان روایات کی سند میں ''ابوخالد واسطی'' پائے جاتے ہیں، جن کا نام ''عمرو بن خالد کوفی'' ہے، ان کی طرف محدثین نے ''کذب'' اور جھوٹ بولنے کی نسبت کی ہے، جس کی وجہ سے اس حدیث کے متعلق بعض حضرات نے موضوع ہونے کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے۔ ؎2

؎1 حَدَّثنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ حَيَّانَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ شَبِيبٍ، ثَنَا إِسْحَاقُ الطَّائِيُّ الْكُوفِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْكُوفِيُّ، ثنَا أَبُو هَاشِمٍ الرُّمَّانِيُّ، عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا شَفِيعٌ لِكُلِّ رَجُلَيْنِ تَحَابَّا فِي اللهِ، مِنْ مَبْعَثِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(حلية الاولياء لابی نعيم الاصفهانی، ج ۱ ص۳۶۷، تحت ترجمة سلمان الفارسی)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَالَةَ الْحِمْصِيُّ، ثنا أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ يَحْيَى الدَّمِيرِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ هَاشِمٍ، ثنا أَبُو خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيٍّ، عَنْ جَدِّهِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا شَفِيعٌ لِكُلِّ أَخَوَيْنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مُنْذُ بَعَثَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(فوائد تمام الرازی، رقم الحديث ۱۴۵۰)

؎2 قال أبو سليمان جاسم بن سليمان حمد الفهيد الدوسری:أخبرنا أبو علی أحمد بن محمد بن فضالة الحمصی: نا أبو غسان مالک بن يحيی الدميری: نا يحيی بن هاشم: نا أبو خالد الواسطی عن زيد بن علی عن أبيه عن جده: الحسين.

عن علی بن أبی طالب –رضوان الله عليه– قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –:" أنا شفيع لكل أخوين تحابا فی الله –عز وجل– منذ بيعثتی (1)إلی يوم القيامة."

أخرجه ابن قدامة فی "المتحابين فی الله "(رقم:11) من طريق شيخ تمام به.

وهو حديث موضوع، فی سنده كذابان: أحدهما: أبو خالد الواسطی، واسمه: عمرو بن خالد الكوفی، نزل واسط .كذبه ابن معين، واتهمه بالوضع غير واحد .والآخر الراوی عنه: يحيی بن هاشم السمسار كذبه ابن معين وأبو حاتم، واتهمه غيرهما .(اللسان:279 /6).

وأخرجه أبو نعيم فی "الحلية (368 - 367 /1) "من طريق عمرو بن خالد الكوفی: ثنا أبو هاشم الرمانی عن زاذان أبی عمر الكندی عن سلمان مرفوعا.

وفيه عمرو بن خالد أيضا، وقد رواه علی الوجهين، ولا عجب فی ذلک فهو مما عملت يداه، عامله الله بما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اپنے بھائی کی حاجت برآری پر شفاعتِ نبوی

ابونعیم اصفہانی نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے اپنے بھائی کی ضرورت پوری کی، تو (قیامت کے دن) میں اس کے میزانِ عمل کے قریب کھڑا ہوؤں گا، اگر اس کا میزانِ عمل بھاری (ہونے کی وجہ سے وہ نجات کا مستحق) ہوگیا، تو خیر ورنہ میں اس کے لیے شفاعت کروں گا۔

لیکن اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابونعیم اصفہانی نے خود فرمایا کہ:

''غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ تَفَرَّدَ بِهِ الْغِفَارِيُّ''

ترجمہ: مالک بن انس کی حدیث کی سند سے یہ (روایت سند کے اعتبار سے) غریب ہے، جس کے ساتھ غفاری نے تفرد اختیار کیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یستحق! .(الروض البسام بترتیب وتخریج فوائد تمام، تحت رقم الحدیث ۱۲۰۳)

وقال الالبانی: "أنا شفیع لکل رجلین تحابا فی الله، من مبعثی إلی یوم القیامة ."موضوع.

أخرجه أبو نعیم فی "الحلیة (368 / 1) "من طریق عمرو بن خالد الکوفی: حدثنا أبو هاشم الرمانی عن زاذان أبی عمر الکندی عن سلمان قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فذکره .قلت: وهذا إسناد موضوع، آفته عمرو بن خالد هذا، فقد کذبه أحمد ویحیی والدارقطنی وغیرهم، وقال وکیع: " کان فی جوارنا یضع الحدیث، فلما فطن له تحول إلی واسط ."

قلت: ثم رواه عنه کذاب آخر، ووضع له إسنادا آخر، وهو یحیی بن هاشم، فقال: حدثنا أبو خالد الواسطی عن زید بن علی عن أبیه علی عن جده الحسین عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فذکره .أخرجه تمام فی "الفوائد . (2 / 219 / 12) "قلت: وأبو خالد الواسطی، هو عمرو بن خالد الکذاب، الذی فی الطریق الأولی، ویحیی بن هاشم هو أبو زکریا السمسار الغسانی الکوفی، کذبه ابن معین وصالح جزرة، وقال ابن عدی: " کان ببغداد یضع الحدیث، ویسرقه ."والحدیث أورده السیوطی فی "زوائد الجامع الصغیر "من روایة أبی نعیم فقط عن سلمان!(سلسلة الاحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ۱۷۲۳)

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْهَيْثَمِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْخَوَّاصِ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْهَيْثَمِ الْغِفَارِيُّ، ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالْعُمَرِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَضَى لِأَخِيهِ حَاجَةً كُنْتُ وَاقِفًا عِنْدَ مِيزَانِهِ فَإِنْ رَجَحَ وَإِلَّا شَفَعْتُ لَهُ. غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ تَفَرَّدَ بِهِ الْغِفَارِيُّ(حلية الاولياء لابی نعیم الاصفهانی، ج۶ ص۳۵۳، تحت ترجمة مالک بن انس)

www.idaraghufran.org

اورعرب کے شیخ ناصرالدین البانی صاحب نے اس حدیث کوموضوع قرار دیا ہے، کیونکہ ''غفاری'' کی طرف ابن حبان نے واضعِ حدیث نے کی نسبت کی ہے، اور حاکم نے فرمایا کہ یہ شخص ضعفاء کی جماعت سے موضوع ومن گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔ [1]

عرب کو دھوکہ دینے پر شفاعتِ نبوی سے محرومی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ جس نے عرب کو دھوکہ دیا، تو وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا، اور اس کو میری محبت حاصل نہیں ہوگی۔ [2]

لیکن اس حدیث کی سند میں ''حصین بن عمر احمسی'' پائے جاتے ہیں، جن پر متعدد محدثین نے شدید جرح فرمائی ہے، جس کے پیشِ نظر بعض حضرات نے اس حدیث کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

جبکہ بعض نے اس حدیث کو موضوع ومن گھڑت قرار دیا ہے۔ [4] (جاری ہے..........)

---

[1] قال الالبانی: من قضی لأخیه حاجة کنت واقفا عند میزانه فإن رجح وإلا شفعت له ."موضوع. رواه أبو نعیم فی "الحلیة (353 / 6) "عن عبد الله بن إبراهیم بن الهیثم الغفاری: حدثنا مالک بن أنس والعمری عن نافع عن ابن عمر مرفوعا، وقال: " غریب من حدیث مالک، تفرد به الغفاری ."قلت: قال الذهبی: " نسبه ابن حبان إلی أنه یضع الحدیث .وقال الحاکم: " یروی عن جماعة من الضعفاء أحادیث موضوعة "(سلسلة الاحادیث الضعیفة ، تحت رقم الحدیث ۷۵۱)

[2] عبد الله بن جابر الأحمسی، عن طارق بن شهاب عن عثمان بن عفان، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی، ولم تنله مودتی (مسند احمد، رقم الحدیث ۵۱۹)

[3] قال شعیب الارنؤوط: إسناده ضعیف جدا، حصین بن عمر الأحمسی ضعفه أحمد، وقال :إنه کان یکذب، وقال البخاری :منکر الحدیث، وقال علی بن المدینی :لیس بالقوی، وقال ابن معین :لیس بشیء ، وقال مسلم :متروک الحدیث، وقال یعقوب بن سفیان :ضعیف جدا، وقال أبو حاتم :واهی الحدیث جدا لا أعلم یروی حدیثا یتابع علیه، وهو متروک الحدیث، وضعفه أبو داود والنسائی والترمذی وأبو أحمد الحاکم .وأخرجه ابن أبی شیبة 193/12 ، وعبد بن حمید (53) ، والترمذی (3928) ، والبزار (354) من طریق محمد بن بشر، بهذا الإسناد (حاشیة مسند احمد)

[4] "من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی، ولم تنله مودتی ."موضوع......قال الترمذی: " حدیث غریب لا نعرفه إلا من حدیث حصین بن عمر الأحمسی، ولیس عند أهل الحدیث بذاک القوی ."قلت: بل هو کذاب عند غیر واحد منهم، کما سبق ذکره قبل هذا، وحدیثه هذا معارض لما صح عنه صلی الله علیه وسلم من قوله: " شفاعتی لأهل الکبائر من أمتی ."وهو مخرج فی "الروض النضیر "رقم (43، 65) ، و "المشکاة "(5598و5599) (سلسلة الاحادیث الضعیفة للالبانی، تحت رقم الحدیث ۵۴۵)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط10)

''صفتِ جلوس'' کے متعلق ولی اللّٰہی موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ، مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ''مصفّٰی'' میں فرماتے ہیں:

اختلاف کردہ اند علماء در ہیئتِ جلوس، شافعی اختیار کردہ است در تشہد اول کہ نصب کند قدم یمنیٰ وبنشیند بر یسریٰ ودر تشہد آخر تورک یعنی قدم یسریٰ را بر آر، واز زیرِ ران تا اعتماد ران چپ بر سرین واقع شود، ومالک در ہر دو قعدہ تورک را اختیار کردہ است، وابو حنیفہ نصب یمنیٰ وجلوس بر یسریٰ در ہر دو قعدہ اختیار نمودہ است واین ہر دو واسع وجائز است (المصفّٰی، ج۱ص۱۱۵، باب صفۃ الجلوس فی الصلاۃ، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: علماء کا (نماز میں) بیٹھنے کی ہیئت کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی نے پہلے تشہد میں دائیں پاؤں کو کھڑا کرنے اور بائیں پر بیٹھنے کو، اور آخری تشہد میں تورک کو یعنی بائیں قدم کو ران کے نیچے سے باہر نکال کر، تاکہ دائیں سرین پر بیٹھا جاسکے، اختیار کیا ہے، اور امام مالک نے دونوں قعدوں میں تورک کو اختیار کیا ہے، اور امام ابوحنیفہ نے دونوں قعدوں میں دائیں پاؤں کو کھڑا کرنے اور بائیں پر بیٹھنے کو اختیار کیا ہے، اور ان دونوں طریقوں کی گنجائش ہے، اور سب جائز طریقے ہیں (مصفّٰی)

نماز میں قعدہ یا جلوس کی مسنون ہیئت اور طریقہ کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک نماز کے پہلے اور دوسرے قعدہ میں مرد کو افتراش سنت ہے، اور عورت کو دونوں قعدو میں تورک سنت ہے۔

افتراش کا مطلب ہے رانوں اور پنڈلیوں کو باہم ملا کر دائیں پیر کو انگلیاں بچھا کر کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھنا۔

اور تورک کا مطلب ہے سُرین پر بیٹھ کر پاؤں دائیں طرف نکالنا۔

اور حنفیہ کے علاوہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کو نماز کے دونوں قعدوں میں اور بعض حضرات کے نزدیک قعدۂ اخیرہ میں تورک سنت وافضل ہے۔ [1]

محدثِ دارالعلوم دیوبند علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، صحیح بخاری کی شرح ''فیض الباری'' میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

والمسألة رباعية :فعندنا :الافتراش فيها .وعند مالك رحمه الله تعالى :التورك فيها .وعند الشافعية :الافتراش فی الأولى والتورك فی الثانية، وفی الثنائية التورك فقط .وعند أحمد رحمه الله تعالى : كل تشهد بعده سلام، ففيه تورك، وإلا فافتراش .والصواب ما ذكره ابن جرير فی اختلاف الفقهاء :أن الصور كلها ثابتة، فالترجيح فی

---

[1] وأما هيئة الجلوس فی التشهد فالافتراش للرجل، والتورك للمرأة عند الحنفية سواء أكان فی القعدة الأولى أم الأخيرة.

وعند المالكية هيئة الجلوس فی التشهد الأخير التورك .وصرح الشافعية بأنه لا يتعين للقعود هيئة للإجزاء ، فكيفما قعد فی جلساته أجزأه، لكن السنة فی جلوس آخر الصلاة التورك وفی أثنائها الافتراش.

ويرى الحنابلة أن هيئة الجلوس فی التشهد الأول بالنسبة للرجل هی الافتراش، وفی الثانی التورك .وأما المرأة فلها الخيار فی أن تجلس متربعة، لأن ابن عمر رضی الله عنه كان يأمر النساء أن يتربعن فی الصلاة، أو أن تسدل رجليها فتجعلهما فی جانب يمينها، والمنصوص.

عن أحمد :أن السدل أفضل، لأنه غالب فعل عائشة رضی الله عنها، ولأنه أشبه بجلسة الرجل .

وقال الشافعية يسن التورك فی كل تشهد يسلم فيه وإن لم يكن ثانيا، كتشهد الصبح والجمعة، لأنه تشهد يسن تطويله فسن فيه التورك كالثانی.

ولا يتورك الرجل عند الحنابلة إلا فی التشهد الأخير من صلاة فيها تشهدان .واستدل الحنابلة بحديث عائشة رضی الله تعالى عنها قالت :كان النبی صلى الله عليه وسلم يقول :فی كل ركعتين التحية، وكان يفرش رجله اليسرى، وينصب رجله اليمنى ، ولأن التشهد الثانی إنما تورك فيه للفرق بين التشهدين، وما ليس فيه إلا تشهد واحد لا اشتباه فيه، فلا حاجة إلى الفرق(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٥،ص٢٦٨،ماده،جلوس)

الاختیار (فیض الباری علی صحیح البخاری، ج۲، ص۳۹۳، باب سنۃ الجلوس فی التشہد)

ترجمہ: اور مسئلہ رباعی (یعنی چار جہات پر مشتمل) ہے، پس ہمارے نزدیک نماز کے قاعدہ میں افتراش ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تورّک ہے، اور شافعیہ کے نزدیک پہلے قاعدہ میں افتراش اور دوسرے قاعدہ میں تورّک ہے، اور دو رکعات والی نماز میں صرف تورّک ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ تشہد کہ جس کے بعد سلام ہو، تو اس میں تورّک ہے، ورنہ افتراش ہے۔

اور درست بات وہ ہے، جس کو ابنِ جریر نے فقہاء کے اختلاف میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ تمام صورتیں ثابت ہیں، پس ترجیح اختیار اور پسندیدہ ہونے میں ہے (فیض الباری)

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی طرح اس مسئلہ میں دونوں اور مذکورہ سب طریقوں پر عمل کی گنجائش اور ان کے جائز ہونے کو اختیار فرماتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ مجتہد کو جس قول میں زیادہ رجحان نظر آئے، وہ اس کو اختیار کرے، اور غیر مجتہدان میں سے جس مجتہد وامام کے قول پر عمل کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

پس اس مسئلہ میں بھی اعتدال کو اختیار کرنا ضروری ہے، اور اس مسئلہ میں ایک دوسرے سے مناظرے ومباحثے یا مجادلے ومخاصمے کرنا درست نہیں۔ (جاری ہے......)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ملفوظات

حدیث کی سند کے قواعد بزرگیت سے جدا ہیں

(18ربیع الاول1439ہجری)

فرمایا کہ ایک مرتبہ بندہ محمد رضوان کا ایک علمی مجلس میں جانا ہوا، وہاں پر کچھ اہلِ علم حضرات سے ملاقات ہوئی، ان میں سے ایک صاحب نے بندہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ کی ''درود شریف کے فضائل واحکام'' نامی کتاب میں جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اُسی حالت پر اور اُسی جگہ بیٹھے بیٹھے 80 مرتبہ پڑھے جانے والے مخصوص درود شریف اور اس کی وجہ سے 80 سال کے گناہ معاف ہونے، 80 سال کے درجات بلند ہونے اور 80 سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہونے کی مخصوص فضیلت والی حدیث کے متعلق تحریر ہے کہ یہ حدیث معتبر ومستند طریقہ پر دستیاب نہیں ہوسکی، اس لیے اس پر عقیدہ رکھنا احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

لیکن اس پر ایک عالم صاحب کا کہنا یہ ہے کہ فضائلِ درود، جس کو حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے تالیف فرمایا ہے، جمعہ کے دن مخصوص درود کی فضیلت سے متعلق یہ حدیث حضرت شیخ کی اس کتاب میں موجود ہے، اور حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کا درجہ اور بزرگ ہونا مفتی محمد رضوان صاحب سے زیادہ ہے، اس لیے ہم اس سلسلہ میں مفتی صاحب کی تحقیق کو نہیں مانتے، بلکہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی بات کو مانیں گے۔

اس کے جواب میں بندہ محمد رضوان نے عرض کیا کہ اولاً تو میرا مقصود کسی کو زبردستی اپنی بات منوانا ہی نہیں، اگر کوئی نہیں مانتا، تو نہ مانے، ہمارا اس سے جھگڑا نہیں، اسے اگر میرے بجائے کسی اور عالم ومحقق کی بات پر اعتماد واعتقاد ہو، تو اسے اس عالم ومحقق کی بات پر عمل کر لینے کا حق ہے، بشرطیکہ اس کی بات پر اپنی علمی بساط کی حد تک اطمینان ہو، میں نے تو اس میں اپنی رائے اور اپنی تحقیق لکھی

ہے، پس اگر کوئی بندہ کی رائے کو راجح سمجھتے ہوئے قبول کرتا ہے، اس پر بھی کسی دوسرے کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

بندہ کی درود شریف کے متعلق کتاب کے اندر مذکورہ حدیث کے متعلق اجمالی طور پر اور نہایت مختصر انداز میں حکم بیان کیا گیا تھا، جس کے بعد کراچی کے ایک ماہنامہ میں اس سلسلہ میں مضمون نظر سے گزرا، جس میں مضمون نگار نے اس حدیث کی اسنادی تحقیق کا دعویٰ فرمایا تھا، اور عنوان بھی اسی نوعیت کا تھا، لیکن پورا مضمون اس حدیث کی اسنادی تحقیق سے عاری وخالی تھا، اور زیادہ زور اسی پر دیا گیا تھا کہ اس حدیث کو نقل کرنے والے فلاں فلاں حضرات ہیں، جن کا علمی مقام اتنا اور اتنا بلند ہے، وغیرہ وغیرہ، جس کے بعد بندہ نے اس موضوع پر ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا تھا، اور وہ مضمون ایک مستقل رسالہ کی شکل میں ''جمعہ کے دن درود کی تحقیق'' کے عنوان سے بحمداللہ تعالیٰ تیار ہوگیا ہے، جس میں اس موضوع کے متعلقہ پہلوؤں پر تحقیقی کلام کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ تفصیلی مضمون قسط وار، ماہنامہ ''التبلیغ'' میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

جب اس مضمون کی پہلی قسط ماہنامہ ''التبلیغ'' میں شائع ہوئی، اس وقت بندہ کے موبائل فون پر دو مرتبہ ایک صاحب کا اسی طرح پیغام ومیسج پہنچا، جس میں کوئی تحقیقی بات کرنے کے بجائے، اسی طرح کی باتیں درج تھیں کہ فضائلِ اعمال اتنی اہم کتاب ہے، اور یہ اتنی جگہ پڑھی جاتی ہے، اور اس کتاب پر آج تک ہمارے بڑوں نے اعتراض نہیں کیا، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ کسی کتاب پر اعتراض کرنے اور کسی حدیث کی اسنادی تحقیق میں بڑا فرق ہے، بندہ نے اس پیغام کے جواب کی ضرورت نہیں سمجھی، اور نہ ہر شخص کے اعتراض کا جواب دینا کوئی عقل مندی ہے، بالخصوص جب معترض کے انداز سے محسوس ہو رہا ہو کہ اس کا مقصد بات کو سمجھنا نہیں، بلکہ تنقید برائے تنقید ہے۔

پھر بندہ نے ان صاحب سے جنہوں نے مجھ سے حضرت شیخ الحدیث اور بندہ کی بزرگیت میں تقابل سے متعلق گفتگو نقل کی، عرض کیا کہ میں نے اپنی درود شریف سے متعلق اس کتاب میں کہاں لکھا ہے کہ میرا درجہ اور بزرگیت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے زیادہ ہے، اور میں نے اپنے بزرگ ہونے کا دعویٰ کب کیا ہے، بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میرے جیسے

دس اور حضرات بھی جمع ہو جائیں، تو وہ بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ اور سب علماء اور بزرگ مل کر بھی ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتے، اوران کی وجہ سے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق وتخریج کے اصول متاثر نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی احادیث کی اسنادی تحقیق کے دروازے بند ہو سکتے ہیں۔

اس لیے ان تمام باتوں کے باوجود حدیث کی اسنادی اہمیت وحیثیت کی تحقیق اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔ احادیث کی تحقیق اور احادیث کی جرح وتعدیل اور تضعیف وتصحیح کے قواعد بزرگیت سے جدا ہیں، اور عربی کا یہ قاعدہ تو بہت مشہور ہے کہ:

”لکل فن رجال“ ”کہ ہر فن کے رجال ہوتے ہیں“

مطلب یہ ہے کہ ہر فن کے متعلق بات اس کے رجال کی ہی معتبر ہوا کرتی ہے۔

حیرت ہے کہ اعتراض کرنے والوں کو جو کام کرنا چاہیے تھا، وہ تو ان سے نہیں ہو سکا، الٹا کام کرنے والوں کو قصوروار ٹھہرانا شروع کر دیا۔

اصل کام کرنے کا یہ تھا کہ تحقیق کے نتیجہ میں جس حدیث کی سند ثابت نہ ہو، یا وہ شدید ضعیف یا موضوع وغیرہ ہو، اس کی نشاندہی کریں، اس کے بیان کرنے اور اس کے مضمون پر اعتقاد رکھنے سے لوگوں کو منع کریں، اگر ان کو اس سے اختلاف ہو، تو ان کے ذمہ ہے کہ اس حدیث کا باسند اور صحیح ہونا ثابت کیا جائے، اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر کسی بزرگ یا کتاب پر اعتماد کے عنوان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کرانے کے گناہ کو برداشت کر لینا، جس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، کسی طرح بھی عقلمندی کا تقاضا نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج سے پہلے بھی بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں، جن کی کتابوں میں ایسی احادیث موجود ہیں، جو سند کے اعتبار سے مستند ومعتبر ثابت نہیں ہوئیں، اور ان کو بعد کے ایسے حضرات نے غیر ثابت وغیر معتبر قرار دیا، جن کا درجہ ان احادیث کو نقل کرنے والے بزرگوں سے کم

تھا، لیکن اس کی وجہ سے نہ تو بزرگوں کی کتابوں سے اعتماد اٹھا، اور نہ ان کتابوں کی اشاعت بند کی گئی، بلکہ اس کی وجہ سے ان کتابوں کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا کہ صحیح اور غیر صحیح اور قوی وضعیف وغیرہ میں امتیاز ہوگیا۔

چنانچہ امام غزالی اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہما اللہ وغیرہ کی کتابوں میں ایسی بے شمار احادیث وروایات درج ہیں، جن کی بعد کے حضرات نے تحقیق کر کے تردید فرمائی، اور ان کو بے اصل وغیرہ قرار دیا۔

علامہ عراقی رحمہ اللہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' کی احادیث کی تحقیق وتخریج پر کام کیا ہے، اور تحقیق کے دوران بے شمار احادیث کے متعلق فرمایا کہ:

''لا اصل لہٗ'' کہ ''اس حدیث کی کوئی اصل نہیں''

لیکن اس کی وجہ سے امام غزالی رحمہ اللہ کی بزرگیت میں خلل نہیں آیا، اور نہ ہی کسی عالمِ دین نے علامہ عراقی اور امام غزالی رحمہما اللہ کی بزرگیت کے درجات کی بحث کی۔

یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے محدثین کی روایت کردہ بے شمار احادیث کے متعلق بھی بعد کے حضرات نے تحقیق وتخریج کے نتیجہ میں غیر ثابت یا شدید ضعیف اور موضوع یا ضعیف وغیرہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔

چنانچہ امام ترمذی کی ''سنن الترمذی'' اور امام ابنِ ماجہ کی ''سنن ابنِ ماجه'' اور امام ابوداؤد کی ''سنن ابی داوٗد'' اور امام احمد بن حنبل کی ''مسند الامام احمد بن حنبل'' وغیرہ کی احادیث پر ہر دور میں بحث وتحقیق ہوتی رہی، احادیث کی شروحات وتخریجات سے متعلق کتابوں میں ان کی تفصیل موجود ہے۔

لیکن اس پر یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابنِ ماجہ یا امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہ کا درجہ ان بعد کے حضرات سے زیادہ ہے، جنہوں نے ان کی کتابوں میں مذکور احادیث کی اسناد پر جرح کی ہے، اس لیے ہم بعد کے حضرات کی بات نہیں مانیں گے، اور نہ ہی یہ کہا گیا کہ بعد کے حضرات نے یہ تحقیق کر کے اپنے سے پہلے بڑے بڑے محدثین یا بزرگوں کی شان میں

گستاخی یا بے ادبی کا ارتکاب کیا ہے۔

اس قسم کی باتوں کا دلیل سے تعلق نہیں، بلکہ علمی اعتبار سے اس قسم کی باتیں محض بے وزن ہیں۔

سلفِ صالحین کے زمانے میں اس طرح کی باتیں نہیں ہوتی تھیں، صحابۂ کرام اور خلفائے راشدین سے بھی ان کے چھوٹے حضرات مسائل میں اختلاف کرتے تھے، خود فقہائے کرام اور ائمہ مجتہدین سے ان کے چھوٹوں نے اختلاف کیا، امام محمد اور امام ابو یوسف کا اختلاف تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مشہور و معروف ہے، لیکن اس وقت بھی اس قسم کی باتیں نہیں کی گئیں، جس قسم کی باتیں آج کل بغلیں بجا بجا کر کی جاتی ہیں، اور ان کو دلیل بلکہ برہان سمجھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کے فتنوں سے حفاظت فرمائے، اور ہر چیز میں اعتدال کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجدّد کے متعلق وضاحت

(10 ربیع الآخر 1439 ہجری)

فرمایا کہ ایک مرتبہ بندہ کا ایک اجتماع میں جانا ہوا، وہاں بندہ کا بیان بھی رکھا گیا۔

یہ اجتماع حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی نسبت سے منعقد ہوا تھا، اس موقع پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متعلق بعض معتقدین حضرات کا طرزِ عمل یہ سامنے آیا کہ وہ ہر مسئلہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی رائے کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں، ان کے مقابلہ میں اُس زمانہ اور اُس زمانہ کے بعد کے کسی فقیہ، محدث و مفتی کی بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، خواہ اس کی فقہی رائے دلائل کی رُو سے کتنی ہی مضبوط اور بعد کے زمانہ کے اقتضاء کے زیادہ موافق و مطابق کیوں نہ ہو، اور کہتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ''مجدّد'' ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے، یہ شرف کسی دوسرے کو حاصل نہیں، لہٰذا ہم ان کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی رائے کو اختیار نہیں کرسکتے۔

بندہ نے اس کی توضیح کی کہ حدیث شریف میں ''ہر صدی کے سرے پر مجدّدِ دین کی آمد کی پیشن گوئی کی گئی ہے''۔

اور یہ سلسلہ قیامت تک کے لیے ہے، اور محدثین نے مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر صدی میں ایک سے زیادہ مجدّد دین کا ہونا بھی ممکن ہے، وہ اس طرح کہ کوئی علمِ تفسیر کے اعتبار سے مجدّد ہو، کوئی علمِ حدیث کے اعتبار سے مجدّد ہو، کوئی علمِ فقہ کے اعتبار سے مجدّد ہو، کوئی علمِ قرائت کے اعتبار سے مجدّد ہو، اور کوئی تزکیہ واصلاحِ اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے مجدّد ہو، وغیرہ وغیرہ، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی مجدّد ایسا ہو کہ اس میں ایک سے زیادہ شعبوں کے اعتبار سے مجدّد ہونے کی شان پائی جاتی ہو۔

اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجدّد دین کی ہر صدی کے سِروں پر ضرورت پیش آتی رہے گی۔

پھر یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ کسی مجدد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کو باضابطہ طریقہ پر ''مجدد'' کا لقب بھی دیا جائے، بلکہ حدیث میں ''من یجدد لھا دینھا ''وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ مجدد کے فعلِ تجدید کا ذکر کیا گیا ہے کہ مجدد حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ہر صدی میں تجدید فرماتے رہیں گے، جس اللہ والے میں یہ فعل وصفت ہو، وہ مجدد ہے، خواہ وہ کسی درجہ کا بھی مجدد ہو۔

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے کام اور خدمات کی قدر کریں، ان سے استفادہ کریں، اپنی اصلاح کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کریں، لیکن ہر فقہی و اجتہادی مسئلہ میں صرف حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کو ہر شعبہ اور ہر فن کا حتمی وقطعی مجدّد سمجھ کر اور آخری مجدّد سمجھ کر برتاؤ کرنے سے گریز کریں، اور صدی بدل جانے کے باوجود کسی دوسرے کو مجدّد تسلیم نہ کرنے سے اجتناب کریں، کیونکہ یہ طرزِ عمل حدیث اور محدثین کی تشریحات سے میل نہیں کھاتا۔

بندہ کی اس بات کو بعض حضرات نے پسند کیا، بعض نے ناپسند کیا، اور بعض ناقدین نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا کہ شاید بندہ خود اپنے آپ کے ''مجدّد'' ہونے کا راستہ کھولنا اور لوگوں کو اپنا مجدد ہونا باور کرانا چاہتا ہے۔

مگر بندہ کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں چاہتا، اس کا حساب تو بندے نے آخرت میں اللہ کو دینا ہے۔

کسی کے کہنے اور اعتراض کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، اصل کلام اس میں ہے کہ بندہ نے جو کچھ اپنے

الفاظ میں بیان کیا،اس کا معنیٰ اور مطلب کیا ہے، رہا بندہ کی نیت کا معاملہ،تو بندہ خود اپنے کلام اور بیان کی نیت کو اچھی طرح جانتا ہے، سمجھتا ہے،جس کے پیشِ نظر بندہ شرح صدر سے یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ مذکورہ حضرات کا اعتراض بدگمانی پر مبنی ہے، بندہ نے نہ تو یہ دعویٰ کیا اور نہ ہی بندہ نے وہ بات اس غرض سے عرض کی، بلکہ بندہ کے پیشِ نظر ایک غلو اور غلط فہمی کو دور کرنا تھا، اور بندہ نے جو بات کہی، وہ حدیث اور اس کی مستند شرح کے عین مطابق ہے،اور اب بھی بندہ کا موقف یہی ہے، جو اوپر ذکر کیا گیا،جس کی خود حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات سے بھی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ایک مقام پر ہے کہ:

''ہر صدی پر ایک ''مجدد'' ہونا بھی ضروری نہیں، بلکہ کبھی ایک،کبھی دو،کبھی کئی کئی بھی ہوتے ہیں''(ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۱، ص ۲۱۵،مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت:2001ء)

ایک اور ملفوظ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مجدد شروع صدی میں ہوتا ہے، مطلب یہ کہ فیضِ اتم اس کا اس صدی کے شروع میں ظاہر ہو، گو وہ پہلی صدی میں پیدا ہوا ہو، اور اس کے کلام میں اثر ہوتا ہے، اس کو وہ بات سوجھتی ہے، جو اس کے بڑوں بڑوں کو نہیں سوجھتی، وہ ہر جزوِ دین میں اصلاح کے لیے دخل دیتا ہے، مجدد کی شان انبیاء کی سی ہوتی ہے، اس سے جو بداعتقاد ہوتا ہے، وہ برکاتِ باطنی سے محروم رہتا ہے، بس مجدد کا منصب صرف اتنا ہے کہ لوگوں نے جو دین میں گڑبڑ اور کمی بیشی کر دی ہو، اس کو دور کر کے یہ دکھاوے کہ دین کی اصلی صورت یہ ہے، یہ ضروری نہیں کہ اس سے خواہ مخواہ اس کی اصلاح ہی ہو جائے، عرض کیا گیا کہ آیا ایک وقت میں کئی مجدد بھی ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ کیا کئی کئی ڈپٹی کلکٹر نہیں ہوتے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۲،ص ۱۷۸، ملفوظ نمبر ۳۶،مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مذکورہ ارشادات سے معلوم ہوا کہ ہر صدی میں مجدد ہوتے ہیں، اور

www.idaraghufran.org

ایک وقت میں ایک سے زیادہ مجددین کا ہونا ممکن ہے۔

اسی کے ساتھ مجدد کے اصل فعل وعمل اور تجدیدی کارنامہ کی حقیقت بھی معلوم ہوئی، مجدد کی اصل شان اور کام وہی ہے، جس کا حضرت رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا، جس میں یہ صفت اور شان پائی جائے، وہ عنداللہ مجدد ہوگا، خواہ اس کو ''مجدد'' ہونے کا لقب دیا جائے یا نہ دیا جائے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ایک مقام پر ہے:

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ کیا مجدد کا مجدد ہونا کسی دلیلِ قطعی سے معلوم ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں، بلکہ دلائلِ ظنیہ سے، چنانچہ اب تک جتنے مجدد ہوئے ہیں، ان کے مجدد ہونے کا علم دلائلِ ظنیہ یعنی علامات وآثار ہی سے حاصل ہوا ہے، پھر ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے لیے مجدد کا لقب اول کس نے استعمال کیا تھا؟ فرمایا اول مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے لکھا تھا، اور ان کے لکھنے کی وجہ ان کی عقیدت تھی، کوئی دلیل قطعی نہ تھی، البتہ اس کا مشہور ہوجانا یہ علامت تھی، اس لقب کے غیبی ہونے کی، پھر ان صاحب نے دریافت کیا کہ کیا مجددِ الف کا مرتبہ مجددِ مائۃ سے بڑھ کر ہوتا ہے؟ فرمایا کہ اس کی کوئی دلیل نہیں، پھر دریافت کیا گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی کو مجدد الف ثانی کہنے کی کیا وجہ؟ فرمایا مجدد صاحب جس صدی کے مجدد تھے، وہ صدی اتفاق سے چونکہ الف ثانی کے شروع ہی میں تھی، اس لیے ''الف اول'' کے مجددوں سے امتیاز کے لیے مجدد صاحب کو مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا گیا، پھر ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک صدی میں کئی مجدد ہوں، مثلاً کوئی شخص ایک جزوِ دین کی اصلاح کے لیے ہے، اور دوسرا دوسرے جزو کی اصلاح کے لیے، مثلاً ایک شخص تفسیر کے اندر جو لوگوں نے غلو کر رکھا ہو، اس کی اصلاح کے لیے ہو، اور دوسرا شخص حدیث کے اندر غلو کی اصلاح کے لیے ہو ''وعلیٰ هٰذا'' (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۰، ص۳۵۱، ملفوظ نمبر ۲۵۸، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا اور اس جیسے دیگر ارشادات سے مجدد کی حقیقت اور تفصیل بخوبی

معلوم ہوسکتی ہے، جس میں کسی قسم کا ابہام نہیں، لیکن بعض حضرات اس قسم کے امور میں خواہ مخواہ غلو یا افراط وتفریط کرتے ہیں، جبکہ وہ خود مجدد کی حقیقت اور اس کے فعل وشان سے واقف نہیں ہوتے۔

بندہ، خود حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ سے بہت قریبی نسبت وتعلق اور عقیدت ومحبت رکھتا ہے، لیکن اس میں کسی افراط وتفریط کا قائل نہیں، بلکہ افراط وتفریط کو خود حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصریحات وارشادات کے خلاف سمجھتا ہے، جبکہ افراط وتفریط کرنے والے حضرات خود حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصریحات کے خلاف افراط یا تفریط پر قائم ہیں، مگر الزام دوسروں کو دیتے پھرتے ہیں۔

اب کوئی حدیث اور اس سے متعلقہ مستند تشریحات وتوضیحات کے باوجود اس سیدھی سادی بات کو نظرانداز کر کے اس میں کیڑے نکالتا پھرے، اور اس میں کوئی افراط یا تفریط کرے، تو وہ اس کا اپنا معاملہ ہے، اپنی بدگمانی اور بدزبانی کا وہ خود عنداللہ جواب دہ ہے، بندہ کو اس سے جواب لینے کی ضرورت نہیں، آخر اللہ تعالیٰ نے بھی تو حساب وکتاب کا ایک دن رکھا ہے، اس میں اس طرح کی سب چیزوں کا حساب وکتاب ہونے والا ہے، اللہ اس میں ہم سب کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین۔

قیامِ پاکستان سے متعلق افراط وتفریط

(15 ربیع الآخر 1439 ہجری)

فرمایا کہ بندہ کو بعض اوقات یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کو قائم ہوئے پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے، لیکن اب تک بعض حضرات قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں افراط وتفریط اور مختلف قسم کی بے اعتدالیوں کا شکار ہیں، یہاں تک کہ بعض اوقات وہ بڑے بڑے اکابر اور جید علمائے کرام مثلاً حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمہما اللہ کی شان میں نازیبا الفاظ بھی کہہ بیٹھتے ہیں، اور پھر اپنے موقف کو مضبوط قرار دینے کے لیے قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال مرحوم کی شان کو بھی گھٹانے یا بڑھانے بلکہ ان کے جنت یا جہنم کے درجات طے کرنے کے فیصلے کرتے پھرتے ہیں، جیسا کہ نعوذ باللہ تعالیٰ ان پر وحی کے ذریعہ سے

جبریلِ امین نے ان شخصیات کے متعلق اللہ کا کوئی حتمی فیصلہ نازل کردیا ہو، استغفراللہ۔

جہاں بعض حضرات پاکستان کے قیام کی کھل کر حمایت کرتے ہیں، تو دوسری طرف بعض حضرات قیامِ پاکستان کی کھل کر مخالفت کرتے ہیں، اوراس کے قیام کو سراسر غیر شرعی اور غیروں کی سازش قرار دیتے ہیں، اوراس ضمن میں قائدِ اعظم محمد علی جناح کو بھی انگریزوں کا ایجنٹ اور پٹھو اور نہ جانے کیا کیا قرار دیتے ہیں۔

حالانکہ اس طرح کی باتیں ایک عام مسلمان کی زبان سے بھی زیب نہیں دیتیں، پھر علمائے کرام کی زبان سے کیسے زیب دیں گی۔

قیامِ پاکستان سے پہلے بے شک متعدد معزز بزرگانِ دین اور اصحابِ علم کا اختلاف تھا، اور دونوں طرف ہی جلیل القدر اصحابِ علم اور بزرگ اور اصحابِ فقہ واجتہاد حضرات تھے، تعداد کے کم یا زیادہ ہونے سے مسئلہ پر فرق نہیں پڑتا، لیکن یہ اختلاف قیامِ پاکستان سے پہلے تک تھا، قیامِ پاکستان کے بعد اس کی مخالفت کرنے والے بعض اصحابِ علم نے خود فرمایا تھا کہ اگر مسجد کے بننے میں اختلاف ہوجائے کہ کہاں بنے اور کہاں نہ بنے، اور کتنی بڑی بنے، تو یہ اختلاف بننے سے پہلے تک رہتا ہے، جب ایک مرتبہ کسی جگہ بھی چھوٹی یا بڑی مسجد بن جائے، اب اس کی حفاظت وحرمت تمام فریقوں کے ذمہ ہوجاتی ہے، یہی حالت پاکستان بننے کے بعد کی ہے کہ اب اس کی حفاظت وحرمت سب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، خواہ وہ پہلے قیامِ پاکستان کے حامی تھے یا مخالف۔

ملاحظہ فرمایئے کہ بعض بڑے بڑے اصحابِ علم تو پاکستان کی مثال کتنے احترام وادب کے ساتھ بیان فرمارہے ہیں، لیکن بعد میں ان کے موقف کو لے کر بات کرنے والے حضرات آج پتہ نہیں کہ اپنی زبان سے کیا کیا باتیں کرتے ہیں۔

علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم کے متعلق بلاوجہ کی سخت اور متشددانہ باتیں مناسب نہیں، علامہ اقبال تو عظیم شاعر تھے، اور محمد علی جناح مسلمانوں کے ایک عظیم لیڈر تھے، یہ حضرات اپنی جدوجہد کرکے گزر گئے، اب قیامت کے دن سب کا حساب ہوگا، اس کا انتظار کرنا چاہئے، اور کسی فوت شدہ مسلمان کے متعلق بدکلامی کرکے اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے، احادیث میں اس

کی ممانعت آئی ہے، اور قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

"تِلْکَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ"

ہم سب کو قرآن وسنت کی ان اصولی تعلیمات پر ہی عمل پیرا ہونا چاہئے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ قیامِ پاکستان کے سخت حامی تھے، لیکن وہ اپنے زمانہ میں مسلم لیگ کو بھی قابلِ اصلاح سمجھتے تھے، لیکن اس کو کانگریس پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتیں قابلِ اصلاح بلکہ واجب الاصلاح ہیں، ہاں مسلم لیگ نسبتاً کانگریس سے اچھی اور بہت اچھی ہے، لہٰذا اس میں اصلاح اور درستی کی نیت سے شریک ہونا چاہیے، میں کانگریس کو اندھے کے مشابہ سمجھتا ہوں، اور مسلم لیگ کو کانے کے مشابہ، اور ظاہر ہے کہ اندھے پر کانے کو ترجیح ہوگی، مثلاً اگر کسی کو نوکر رکھنے کی ضرورت ہو، اور اتفاقاً دو نوکر ملیں، ایک اندھا ایک کانا، اب فرمایئے وہ کس کو نوکر رکھے گا، اندھے کو یا کانے کو؟ یقیناً کانے ہی کو ملازم رکھے گا، بس اسی بناء پر میں مسلم لیگ کا حامی ہوں (جواہر الفقہ، ج۵ص۳۳۹، رسالہ"افاداتِ اشرفیہ در مسائلِ سیاسیہ"طبع جدید: 2010ء، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی)

اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں:

کوئی ادنیٰ بصیرت رکھنے والا اس کا بھی انکار نہیں کرسکتا کہ صدر کانگریس کا لفظ خواہ کسی نام کے ساتھ لکھ دیا جائے، لیکن کانگریس کے اصلی قائد مسٹر گاندھی، پنڈت نہرو، سردار پٹیل وغیرہ ہی ہیں، تو جو حضرات پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کی قیادت کو قبول کرسکتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ مذہبی اعتراضات کی بناء پر مسٹر محمد علی جناح اور لیگ ہائی کمانڈ کی قیادت قبول نہ کرسکیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ جو حضرات کانگریس میں شریک اور گاندھی ونہرو کی قیادت میں کام کررہے ہیں، ان کو مسلم لیگ کے قائدین یا ان کی قیادت پر اعتراض کرنے کا کوئی

حق حاصل نہیں، اور نہ ان کے جوابات قابلِ تعرض ہیں، ہاں! میری نظر میں بعض جماعتیں اور بہت سے افراد ایسے بھی ہیں، جو کانگریس سے تو بیزار ہیں، لیکن مسلم لیگ کے قائدین پر مذہبی نقطۂ نظر سے کچھ اعتراضات رکھتے ہیں، اس لیے اس نظم میں داخل ہونا پسند نہیں کرتے، سو اِن اعتراضات میں بہت سے تو وہ بے بنیاد اور غلط افتراءات ہیں، جو کانگریسی ورکروں نے مسلم لیگ کو دیندار طبقہ کی نظر میں گرانے کے لیے ہی چلتے کیے ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں، لیکن بہت سے وہ اعتراضات بھی ہیں، جو اپنی جگہ پر صحیح ہیں، اور دیندار طبقہ کے لیے مسلم لیگ یا اس کے ہائی کمانڈ کی قیادت تسلیم کرنے میں ایک حد تک رکاوٹ کا سبب بن سکتے ہیں، اس لیے میں اس مجلس میں مسئلۂ قیادت اور اس کے سب پہلوؤں کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ واللہ المستعان۔

اس جگہ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کسی جماعت یا انجمن کا، صدر و قائد ہونا اور چیز ہے، اور امارتِ شرعیہ اور چیز ہے، بہت سے شبہات صرف یہاں سے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک جماعت کے قائد کو اصطلاحی شرعی امیر قرار دے کر اس کے احکام اس پر جاری کیے جاتے ہیں، اور اس کی تمام شرائط وصفات اس میں ڈھونڈی جاتی ہیں۔

مسلمانوں نے مسٹر محمد علی جناح کو موجودہ جنگِ آزادی کا ایک ماہرِ فن جرنیل ہونے کی حیثیت سے قائدِ اعظم قرار دیا ہے، نہ اس حیثیت سے کہ وہ کوئی مفتی ہیں، ان سے حلال وحرام کے احکام میں فتویٰ لیا جائے گا، یا اس حیثیت سے کہ وہ کوئی شیخ مرشد ہیں، ان سے اصلاحِ اعمال کا کام لیا جائے گا۔

میرے خیال میں شاید ایک مسلمان بھی یہ خیال لے کر ان کو قائد نہیں کہتا، ان کی قیادت ہندوستان کی مسلم جمہوریت نے صرف اس لیے تسلیم کی ہے کہ انگریز اور ہندو دونوں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، اور انگریز اس وقت خواہ بین الاقوامی مقتضیات سے یا اندرونی چیخ وپکار سے متاثر ہو کر جس قسم کی آزادی ہندوستان کو دینا چاہتا ہے، ہندو اپنی عددی اکثریت، مستحکم تنظیم اور بے حد وشمار سرمایہ کے بل بوتے پر اس کا تنہا مالک

بن جانا چاہتا ہے، اس کا کھلا ہوا منصوبہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی مستقل قوم اور ہندوستان کی عام اقلیتوں کو اپنا غلام بنائے رکھے، اس کے لیے اس وقت جنگ جاری ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ جنگ توپ تفنگ کی نہیں، محض آئین اور قانون کی ہے۔

اور ادھر باتفاقِ موافق ومخالف یہ امر مسلم ہے کہ اس جنگ کے لیے مسٹر محمد علی جناح سے بہتر جرنیل نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ کسی دوسری قوم میں بھی نہیں۔

کس قدر بدنصیبی ہے اس قوم کی جو اپنے اندر ایسا جرنیل رکھتے ہوئے اس کو میدانِ عمل میں بڑھانے یا اس کے جھنڈے کے نیچے جنگِ آزادی لڑنے میں اس لیے تأمل کرے کہ وہ اپنے جرنیل میں تقویٰ وطہارت کے اوصاف نہیں پاتی۔

ریل، موٹر، جہاز کا ڈرائیور اور کپتان مقرر کرتے وقت بڑے سے بڑا متقی دیندار اور دانش مند صرف اس کا اطمینان کر لینا ضروری سمجھتا ہے کہ وہ ڈرائیوری کے فن میں ماہر اور مکمل ہے یا نہیں؟ اس میں اعتماد ہو جانے کے بعد اس کے ذاتی اعمال وافعال کا اچھا نہ ہونا نہ عقلاً اس کی گاڑی میں سوار ہونے سے مانع ہو سکتا ہے نہ شرعاً۔

اس میں شبہ نہیں کہ تقویٰ وطہارت اسلام کا مقصودِ اعظم ہے، اور مسلمانوں کے ہر کام کو چلانے والے اگر متقی پارسا آدمی میسر آئیں، تو بلاشبہ سعادتِ کبریٰ اور موجبِ برکات ہے، لیکن جو کام لینا ہے، اس کا ماہر اگر متقی موجود نہ ہو، یا وہ کام کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو، یا اس کو اسباب میسر نہ ہوں، تو غیر متقی ماہرِ فن سے وہ کام لے لینا آج اس شر القرون اور فسق وفجور کے زمانہ میں نہیں، بلکہ خیر القرون میں بھی جرم نہیں سمجھا گیا (جواہر الفقہ، ج۵ص۴۴۶تا۴۴۹، رسالہ ''مسلمانوں کے قائدین اور جائز امور میں ان کی اطاعت'' طبع جدید: 2010ء، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی)

اس قسم کے حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامِ پاکستان اور اس کے محرک وبانیان سے متعلق افراط وتفریط صحیح نہیں، اور اس میں اعتدال کو قائم رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کی توفیق عطا فرمائے، اور افراط وتفریط سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

مقالات و مضامین

ماسٹر عبدالحلیم احقرؔ (بذریعہ امجد حسین)

باز آؤ

ابھارو مت خدارا قوم کے جذبات باز آؤ
نہیں یہ چل پڑے تم جس پہ راہِ راست باز آؤ

یہ ناموسِ رسالت دین کی بنیاد ہے سن لو
بزرگ تر تو ہے بعد از خدا وہ ذات باز آؤ

تمہاری عافیت بھی ہے محمد کی غلامی میں
جھکو اس دَر پہ کھا جاؤ گے ورنہ مات باز آؤ

فلاح کی جستجو کرتے ہو کیوں تہذیبِ مغرب میں
ہے تہذیبِ فرنگی تو اندھیری رات باز آؤ

سنبھل جاؤ کہ اب بھی وقت ہے دیکھو سنبھلنے کا
نہیں تو مَلتے رہ جاؤ گے تم بھی ہاتھ باز آؤ

بہت پہلے گئے تم سے جنہیں یہ زعمِ باطل تھا
نہیں ہلتا بدونِ اذن کوئی پات باز آؤ

تمہارے پیش رو بھی تھے بڑے مینڈیٹ کے حامل
بھلا پوچھا کسی نے جب لگی ہے لات باز آؤ

بچا پائیں گے نہ ہرگز یہ اپنے مغربی آقا
غضب سے اس کے جو کہ ہے قوی تر ذات باز آؤ

تم اپنا بھی کوئی پرسانِ حال ہرگز نہ پاؤ گے
سنی نہ تم نے گر احقر میاں کی بات باز آؤ

www.idaraghufran.org

IdaraGhufran

مقالات ومضامین   (نظارہ وطن)   مفتی محمد امجد حسین

سرزمینِ ہزارہ، دلفریب نظارہ (قسط 4)

پکھل مغلیہ اور درانی عہد میں

پکھلی برِّصغیر کے اسلامی عہد سلطنت میں سکھوں اور انگریزوں کی آمد سے قبل صدیوں تک ایک اہم مقامی نیم خودمختار ریاست کی حیثیت کی گویا حامل رہی ہے، اور میدانِ ہزارہ یا قارلقِ ہزارہ اس کے ساتھ ملحق ومنسلک ہونے کے باوجود اس کی اپنی انفرادیت قائم رہی ہے، اور یہ انفرادیت سواتیوں کی آمد (1712ء میں سید جلال کی قیادت میں) سے پہلے ترکوں کے دور میں بھی رہی، جو مغل ایمپائر کے ہم عصر ہیں، اور سواتیوں کے عہد عروج (1712ء تا 1820ء) میں بھی رہی، جو درانیوں کے ہم عصر ہیں۔ [1]

مغل اور درانی دونوں کے لیے پکھلی کی اہمیت خطّہ کشمیر کو جانے کے لیے اہم ترین راستے اور کشمیر کو قابو میں رکھنے کے لیے بیس کیمپ کی حیثیت سے رہی ہے (میرا خیال ہے پکھلی کی یہ اہمیت آج بھی اسی طرح برقرار ہے، پاک آرمی کے لیے گڑھی حبیب اللہ بٹراسی اور شنکیاری کے سنٹر محض مکھیاں

---

[1] درانی سلطنت یعنی احمد شاہ ابدالی اور اس کے خاندان کی حکومت، احمد شاہ ابدالی کا دورِ حکومت 1747ء سے 1773ء تک ہے، 1773ء سے 1793ء تک اس کے بیٹے تیمور شاہ کا اور اس کے بعد 1799ء تک اس کے بیٹے شاہ زمان کا اور اس کے بعد شاہ شجاع کا دور ہے، لیکن شاہ شجاع کو باقاعدہ حکمران نہیں کہا جاسکتا، انگریزوں اور سکھوں (رنجیت سنگھ) کے لیے ایک کھلونا یا شوپیس تھا، جو تاکہ سندر ہے، اور بوقتِ ضرورت کام آئے، 1799ء سے پنجاب پر رنجیت سنگھ کا باقاعدہ خودمختارانہ اقتدار قائم ہوگیا تھا، جب شاہ زمان نے اسے پنجاب کا پروانۂ حکومت دیا، اور پنجاب سے اپنے آپ کو لاتعلق کرلیا۔

احمد شاہ ابدالی نے پنجاب اور شمالی ہند پر آٹھ حملے کیے، سکھوں کا پنجاب میں تسلط روکنے کے لیے ابدالی ہی آخری رکاوٹ تھی، جس نے ہمیشہ سکھوں پر کمر توڑ حملے کیے، اور ان کے فساد وطغیان کا قلع قمع کیا۔

احمد شاہ ابدالی کے بعد سکھوں نے پورے پنجاب میں مسلمانوں سے اس کا عبرتناک انتقام لیا، احمد شاہ ابدالی کا مشہور کارنامہ جس کا بارِ احسان برصغیر کے مسلمانوں کی گردنوں پر ہے، وہ شاہ ولی اللہ کی دعوت پر پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کے پانچ لاکھ ٹڈی دل کو عبرتناک شکست دے کر مغلیہ سلطنت کے خاتمہ کو مزید ایک سو سال تک مؤخر کرنا ہے، ایک سو سال کی مہلت جو قدرت نے دی، بڑی مہلت ہوتی ہے، لیکن مغلوں نے نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھل سکے، تاآنکہ 1857ء میں دلّی کے لال قلعہ پر ہلالی پرچم کے بجائے یونین جیک لہرانے لگا۔ رہے نام اللہ کا۔

مارنے کی جگہیں نہیں ہیں) اوراس کی حدود وہ تھیں، جومہتاب سنگھ نے بیان کی ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ آئینِ اکبری میں ابوالفضل نے ہزارہ کوسندھ ساگرسرکار(یعنی علاقہ پوٹھوار دریائے جہلم سے دریائے سندھ اٹک کے درمیان کا دوآبہ) کا محال شمار کیا ہے، جبکہ پکھل کوالگ سرکارشمار کیا ہے، میری رائے میں ابوالفضل کی دی گئی تفصیلات میں کچھ الجھاؤ ہے، اگرہم یہاں کی مقامی تاریخ کو سامنے رکھیں، تواس الجھاؤ کی وجہ بھی سمجھ آتی ہے، اصل میں ابوالفضل توایک ایمپائر، وقت کے ایک بڑے سامراج یعنی اکبری یا مغلیہ ایمپائر کا نمائندہ تھا، اس نے اکبری دربار، سرکار کی بولی ہی بولنی تھی، لیکن قضیہ زمین جو برسرِ زمین تھا، وہ کچھ مختلف تھا، اوروہ یہ تھا کہ ہزارہ کا اصل مرکز پکھل کا علاقہ تھا، جووقت کے حکمرانوں کا پایہ تخت تھا، اور ہزارہ کا میدان بھی پکھل کے ترک حکمرانوں کا ماتحت علاقہ تھا، جہاں رجوعیہ، دھمتوڑنزدایبٹ آباد میں ان کا گورنرہوتا تھا، جواس علاقے کا انتظام کرتا تھا(اس کا ذکرخود مغل جہانگیر کی تزکِ جہانگیری میں بھی ملتا ہے) اوراکبر نے جب کشمیرکوفتح کیا، اوروہاں اپنا ناظم/ وائسرائے مقرر کیا، تو پکھل سرکار کی نیم آزادحیثیت ختم کرکے، اسے بھی وہ مغلیہ سلطنت کا محض ایک محال یاپرگنہ بنانا چاہتا تھا۔

کشمیر کی جنگوں میں پکھلی کا ترک حکمران سلطان محموداول بھی اکبر کے ساتھ معاون اورشریک تھا۔ [1]

سلطان محمود کے بعد سلطان حسین خان پکھل کے تخت پر بیٹھا، سلطان حسین خان نے بڑی لمبی عمر

---

[1] کشمیر میں سب سے پہلے مسلم حکومت کا قیام اوریہاں اشاعتِ اسلام کی کامیاب کوششوں میں حصہ داری کا شرف بھی سواتیوں کو حاصل ہوا ہے، چنانچہ بٹ خیلہ کی ایک شخصیت شاہ میر نے یہاں سے جاکر مختلف مراحل سے گزرکر 1343ء میں پہلی دفعہ کشمیر پراپنی حکومت قائم کی، اورشاہ میر شمس الدین کے نام سے تخت نشین ہوا، کشمیر میں اسلام کی اشاعت میں ان کا بڑا حصہ ہے، کیمبرج ہسٹری میں ان کی حکومت کونہایت عادلانہ اورلبرل اصولوں پرمبنی حکومت شمار کیا گیا ہے، تاریخِ فرشتہ میں شاہ میر کی حکومت کا عرصہ 1343ء سے 1347ء تک قرار دیا ہے، اس کی اولادنے دوسوسال تک کشمیر پرحکومت کی، اس خاندان کا مشہوراورلائق بادشاہ سلطان زین العابدین تھا، جوتاریخوں میں بڈشاہ سے بھی معروف ہے، ہندوؤں کی مشہور کتاب ''راج ترنگینی'' میں سلاطین شاہ میری کا حال لکھا ہے، کشمیر میں اسلام کی اشاعت کے سب سے بڑے داعی بابا بلبل شاہ اورشاہ میرہم زمانہ ہیں۔

شاہ میر 1315ء سے کشمیر میں تھا، اورفوج کی ملازمت سے اس نے آگے ترقیاں کی تھیں، بابا بلبل شاہ کے اہلِ دربار اور حاکمِ وقت پر اثرات کا 1324ء میں ذکر ملتا ہے، بابا بلبل شاہ کے بعد بڑی نمایاں شخصیت جس نے کشمیر میں وسیع پیمانے پراسلام کی اشاعت کا کام کیا، ایران سے آئے ہوئے بزرگ امیرِ کبیر سید ہمدانی رحمہ اللہ ہیں، جو 1369ء میں کشمیر اپنے سات سو درویشوں کے ساتھ آئے، امیرِ کبیر کی وفات ہزارہ میں ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے، لیکن تدفین یہاں نہیں ہوئی۔

پائی (100 سال ذکر ہوئی ہے) اکبراور جہانگیر دونوں کے ادوار اس نے پائے ہیں، اکبر بادشاہ اور جہانگیر دونوں کشمیر جاتے ہوئے گلی باغ میں حسین خان کے مہمان بنے ہیں، گاندھیاں کے پاس ہاتھی میرا میں ان مغل بادشاہوں کے ہاتھیوں کو ٹھہرانے کا انتظام ہوتا تھا، کیونکہ آگے کشمیر کا سفر ہاتھیوں پر نہیں ہوسکتا تھا، اکبر بادشاہ گلی باغ کے ساتھ ساتھ دھمتوڑ بھی گیا، وہاں کے گورنر کا بھی مہمان ہوا (اس وقت پکھل کے ترک شاہی خاندان کا ایک شہزادہ شاہ رخ مرزا یہاں کا گورنر تھا) سلطان حسین خان کا بیٹا شادمان پکھلی وال تھا، جو باپ کا جانشین بھی بنا، اور جہانگیر کے بعد شاہ جہان کے دور میں مغل سلطنت کا بڑا قابل جرنیل بنا، ایک ہزاری منصب تک پہنچا۔

وسطی ایشیاء، افغانستان، کابل، قندھار میں مغلوں کے ازبکوں کے ساتھ جو خونریز جنگوں کا سلسلہ بڑے عرصے جاری رہا، ان جنگوں میں شادمان پکھلی وال شامل رہا، اور ایک اہم مغل جرنیل اور فوجی کمانڈر کی حیثیت سے اس نے مختلف معرکے سر کیے، ملا صالح نے ’’عملِ صالح‘‘ میں شادمان پکھلی وال کا ذکر بار بار کیا ہے، اس کی وفات اور اس کی تعزیت شاہی دربار سے ہونے کا ذکر بھی عملِ صالح میں ہے، اکبر نے جب ہزارہ اور پکھل سرکار کے معاملات میں سابق سے زیادہ عمل دخل شروع کیا، تو سلطان حسین خان نے اس کو اپنی داخلی خودمختاری کے منافی سمجھا، اور اکبر سے درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کرے، اکبر نہ مانا، تو سلطان حسین خان نے اٹک سے جب بادشاہ کو رخصت کیا، تو واپس آکر بغاوت کردی، نتیجہ یہ نکلا کہ ’’بعداز خرابی بسیار‘‘ اکبر کو پکھل سرکار کی داخلی خودمختاری تسلیم کرنی پڑی۔

شاید یہی وجہ ہے کہ ابوالفضل نے آئینِ اکبری میں پکھل سرکار کا بہت مختصر ذکر کیا ہے، اس کے محالات اور تفصیلات کا کوئی نقشہ بھی نہیں دیا، صرف اتنے پر اکتفاء کیا ہے کہ پکھل سرکار کے بھی کئی محال ہیں (گویا کہ مغلوں کے لیے ہزارہ اور پکھل کے معاملات اس وقت کا مسئلہ کشمیر تھا، جس طرح آج ستر سال سے کشمیر پاکستان اور انڈیا دونوں کے گلے کی ہڈی بنی ہوئی ہے، نہ اگلتے بنے، نہ نگلتے بنے، نہ پائے ماندن، نہ جائے رفتن)

(جاری ہے.........)

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۵۴ھ: میں حضرت محمد بن احمد بن احمد بن نعمہ مقدسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۳۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۵۸ھ: میں حضرت محبّ الدین ابوالثناء محمود بن علی بن اسماعیل بن یوسف تبریزی قونوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۷۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۶۲ھ: میں حضرت تاج الدین محمد بن احمد بن عبدالوہاب بن خلف علائی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۵۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۶۵ھ: میں حضرت قاضی محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن سلمی مناوی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۹۶)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۶۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن قوام بن علی بن قوام دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۱۱۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۶۵ھ: میں حضرت تاج الدین ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن سلمی مصری مناوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۱۱۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۷۷ھ: میں حضرت بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن سجمان وائلی بکری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۱۳۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۷۸ھ: میں حضرت عزالدین محمد بن محمود بن عمر بن ابی بکر بن محمود خراسانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۶۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۷۹ھ: میں حضرت زین الدین حسن بن عمر بن حسن بن عمر بن حبیب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۸۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۷۸۲ھ: میں حضرت ابوالعباس شہاب الدین احمد بن حسن بن منیع بن شجاع

حورانی حموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۳۰۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۸۷ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن عبدالعزیز بن یوسف بن ابی العز عزیز بن یعقوب بن یغمور حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۳۳۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۹۷ھ: میں حضرت ابوالمعالی ناصر الدین محمد بن علی بن محمد بن عشائر حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۱۸۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۲۷ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن خلف بن کامل بن عطاء اللہ غزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۲ ص ۱۹۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۲۷ھ: میں حضرت قاضی علی بن خلف بن خلیل بن عطاء اللہ غزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة ، ج ۳ ص ۱۵۶)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۸۷ھ: میں حضرت عزالدین محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بن رسول دمشقی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۲۵۵)

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:28) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حکیمانہ اقوال

آپ فقہ وحدیث کی طرح علم وحکمت میں بھی اپنے زمانہ وہم عصر حضرات سے ممتاز مقام رکھتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی حاضر جوابی، معاملہ فہمی اور عقلمندی کے دوسروں لوگوں کے علاوہ آپ کے ہم عصر حضرات بھی قائل تھے۔

چنانچہ آپ سے متعلق بہت سی حکمت بھری باتوں کا کتابوں میں ذکر ملتا ہے، جن میں سے چند کا ذکر یہاں مختصراً کیا جاتا ہے۔

حکیمانہ اقوال

(1)...... علمائے دین کے واقعات بیان کرنا، اور ان کی مجالس میں بیٹھنا میرے نزدیک بہت سے فقہی مباحث سے بہتر ہے، کیونکہ ان کے اقوال ومجالس ان کے آداب واخلاق ہیں۔

(2)...... جو شخص وقت سے پہلے عزت وشرف طلب کرے گا، زندگی بھر ذلیل ہوتا رہے گا۔

(3)...... جو شخص علمِ دین دنیا کے لیے حاصل کرے گا، اس کی برکت سے محروم رہے گا، اور علم اس کے دل میں راسخ نہیں ہوگا، اور نہ اس کو اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا۔

(4)...... سب سے بڑی عبادت اللہ پر ایمان ہے، اور سب سے بڑا گناہ کفر ہے۔

(5)...... جو شخص بغیر تفقہ کے حدیث پڑھتا ہے، وہ اس عطر فروش کی مانند ہے، جو دوا فروخت کرتا ہے، مگر یہ نہیں جانتا کہ کس مرض کے لیے ہے، یہ بات طبیب ہی بتا سکتا ہے، اسی طرح محدّث حدیث جانتا ہے، مگر فقیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

(6)...... جب کوئی عورت اپنی جگہ سے اٹھے،تو جب تک اس کی جگہ پر گرمائش رہے، نہ بیٹھو۔

(7)...... اگر علمائے دین اللہ کے ولی اور دوست نہیں ہیں،تو کون اس کا ولی ہوگا؟

(8)...... میں نے ابتداء میں گناہ کے کام ذلت ورسوائی کی وجہ سے چھوڑے،اور آخر میں یہ عمل دین ودیانت بن گیا۔

(9)...... قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا،تو حضرت علی،حضرت معاویہ اوران کے معاملات کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، بلکہ جن باتوں کا مجھ کو مکلّف کیا ہے،ان ہی کے بارے میں سوال کرے گا،میرے لیے انہی میں مشغول رہنا بہتر ہے۔

آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم وسیبه واسع یرجی وینتظر

عرش والے کی عطاء تمہاری عطاء سے بہتر ہے

اوراس کی دَین وسیع ہے،جس کی امید کی جاتی ہے

أنتم یکدر ما تعطون منکم واللہ یعطی بلا من ولا کدر

احسان جتلا کرتم اپنے دیے ہوئے کوخراب کردیتے ہو

اللہ بغیر احسان جتائے بلا کسی خرابی کے دیتا ہے [1]

اس کے علاوہ اور بھی مختلف اقوال کا دیگر کتب میں تذکرہ ملتا ہے،جن سے قدرِ مشترک معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم وحکمت میں بھی کافی بصیرت حاصل تھی،اور آپ کے تلامذہ آپ کی ان قیمتی اقوال ونصائح سے بھرپور استفادہ کیا کرتے تھے(ماخوذ از بتغیر،سیرتِ ائمہ اربعہ،از:مولانا قاضی اطہر مبارک پوری)

---

[1] عبد اللہ بن صھیب الکلبی یقول: کان أبو حنیفة النعمان بن ثابت یتمثل کثیرا:

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم وسیبه واسع یرجی وینتظر

أنتم یکدر ما تعطون منکم واللہ یعطی بلا من ولا کدر

(تاریخِ بغداد، ج۱۳، ص ۳۵۷، تحت رقم الترجمة: 7296)

www.idaraghufran.org

حلیہ،لباس،رفتاراورگفتار

روایات اورسوانح نگاروں کی اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نہایت وجاہت والے، باوقات، سنجیدہ اورخوبصورت جوان تھے،درمیانے قد کے مالک تھے،اوررنگ گندمی مائل تھا۔

کیونکہ آپ خاندانی طور پرایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے،اورمال ودولت کی بھی فروانی تھی، خاندانی کاروبارریشم کا تھا،اورآپ خودبھی ریشمی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے،اس لیے آپ لباس اورچال چلن میں بہترین کپڑوں اورجوتوں کاانتخاب کرتے تھے۔

بہترین اورعمدہ عطر کے کثرتِ استعمال سے آپ کی آمد کا پہلے ہی اندازہ ہوجاتا تھا،آپ کے بولنے چالنے کاانداز بھی نہایت خوبصورت اورمیٹھا تھا،اورآواز بھی نرم تھی،دینی مسائل اوران کی حکمتیں وعلل سمجھانے میں آپ کوخصوصی ملکہ حاصل تھا،اورمسائل اوران کے دلائل بیان کرنے میں خصوصی مہارت حاصل تھی،مشکل سے مشکل مسائل نہایت سہل کرکے بیان کردیتے تھے۔

عمدہ اوراعلیٰ اخلاق وصفات کی وجہ سے دیکھنے والے آپ کو”حسنُ الوجہ، حسنُ الثیاب، طیّب الریح، حسن المجلس، شدیدُ الکرم، حسن المواساۃ لاخوانہ“جیسے القابات سے یادکیا کرتے تھے۔[1]

(”اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ لابی عبداللہ الصیمری، تاریخِ بغداد لابی بکر خطیب البغدادی،ابوحنیفہ،از:شبلی نعمانی“)

---

[1] نمر بن جدار يقول: سمعت أبا يوسف يقول: كان أبو حنيفة ربعا من الرجال ليس بالقصير، ولا بالطويل، وكان أحسن الناس منطقا، وأحلاهم نغمة، وأنبههم على ما يريده.
ابن المبارک يقول: ما كان أوقر مجلس أبي حنيفة، كان يشبه الفقهاء، وكان حسن السمت، حسن الوجه، حسن الثوب (تاريخِ بغداد، ج١٣، ص ٣٣٧، تحت رقم الترجمة: ٧٢٩٧)
أحمد بن الصلت بن المغلس الحمانی قال: سمعت أبا نعيم يقول: ولد أبو حنيفة سنة ثمانين بلا مائة، ومات سنة خمسين ومائة، وعاش سبعين سنة .قال أبو نعيم: وكان أبو حنيفة حسن الوجه، حسن الثياب، طيب الريح، حسن المجلس، شديد الكرم، حسن المواساة لإخوانه.
عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة أن أبا حنيفة كان طوالا تعلوه سمرة، وكان لباسا حسن الهيئة كثير التعطر، يعرف بريح الطيب إذا أقبل وإذا خرج من منزله قبل أن تراه (تاريخِ بغداد، ج١٣، ص ٣٣١، تحت رقم الترجمة: ٧٢٩٧)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 21) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشادات

عبداللہ بن عبدالقاری (تابعی، متوفی ۸۰ ہجری) سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ .فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ .فَأَخْبَرَهُ .ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ .رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ .قَالَ: فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟قَالَ: قَرَّبْنَاهُ، فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ فَقَالَ عُمَرُ: أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا .وَأَطْعَمْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيفاً .وَاسْتَتَبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللهِ .ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ، إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ آمُرْ، وَلَمْ أَرْضَ، إِذْ بَلَغَنِي (موطاء مالک، رقم الحديث ۲۷۲۸، باب المرتد)

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، حضرت عمر نے اس سے وہاں کے لوگوں کا حال پوچھا، تو اس نے بیان کردیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی نئی بات ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جی ہاں! ایک آدمی اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہوگیا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم نے اس آدمی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے عرض کیا کہ ہم نے اسے پکڑا اور اس کو قتل کردیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے اس آدمی کو تین دن تک کیوں نہ قید کیا، کہ اسے ہر روز روٹی دیتے، اور اس آدمی سے توبہ کرواتے، ہوسکتا ہے کہ وہ توبہ کرلیتا، اور پھر اللہ کا حکم مان لیتا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! میں اس وقت وہاں موجود تھا، اور نہ میں نے اس کام کا حکم کیا، اور جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں خوش بھی نہیں ہوا (موطاء)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرتد ہونے والے شخص کو تین دن تک قید

رکھ کر توبہ کرنے کے لئے مہلت دینے کو پسند فرمایا، اور اس کے برعکس مرتد ہونے والے شخص کو فوراً قتل کر دینا پسند نہیں فرمایا۔ مرتد کو قتل کرنے سے پہلے تین دن تک توبہ کی مہلت دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

اس طرح کا مضمون حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی مروی ہے۔ [2]

نیز بعض احادیث میں بھی مرتد کو قتل کرنے سے پہلے توبہ کرنے کی مہلت دینے کا ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہُ حِیْنَ بَعَثَہُ إِلَی الْیَمَنِ: أَیُّمَا رَجُلٍ اِرْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَادْعُہُ، فَإِنْ تَابَ فَاقْبَلْ مِنْہُ، وَإِنْ لَمْ یَتُبْ فَاضْرِبْ عُنُقَہُ، وَأَیُّمَا امْرَأَۃٍ اِرْتَدَّتْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَادْعُہَا، فَإِنْ تَابَتْ فَاقْبَلْ مِنْہَا، وَإِنْ أَبَتْ فَاسْتَتِبْہَا (المعجم الکبیر للطبرانی) [3]

---

[1] حَدَّثَنَا أَبُو بَکْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ: یُسْتَتَابُ الْمُرْتَدُّ ثَلَاثًا، فَإِنْ عَادَ یُقْتَلُ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الروایة ۲۸۹۸۶)

[2] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ، عَنْ أَبِیهِ، قَالَ: قَدِمَ مَجْزَأَةُ بْنُ ثَوْرٍ أَوْ شَقِیقُ بْنُ ثَوْرٍ – عَلَی عُمَرَ یُبَشِّرُهُ بِفَتْحِ تُسْتَرَ، فَلَمْ یَجِدْهُ فِی الْمَدِینَةِ، کَانَ غَائِبًا فِی أَرْضٍ لَهُ، فَأَتَاهُ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحَائِطِ الَّذِی هُوَ فِیهِ کَبَّرَ، فَسَمِعَ عُمَرُ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ تَکْبِیرَهُ فَکَبَّرَ، فَجَعَلَ یُکَبِّرُ هَذَا وَهَذَا حَتَّی الْتَقَیَا، فَقَالَ عُمَرُ: مَا عِنْدَکَ؟ قَالَ: أَنْشُدُکَ اللَّهَ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ، إِنَّ اللَّهَ فَتَحَ عَلَیْنَا تُسْتَرَ، وَهِیَ کَذَا وَهِیَ کَذَا، وَهِیَ مِنْ أَرْضِ الْبَصْرَةِ – وَکَانَ یَخَافُ أَنْ یُحَوِّلَهَا إِلَی الْکُوفَةِ – فَقَالَ: نَعَمْ، هِیَ مِنْ أَرْضِ الْبَصْرَةِ، هِیهْ هَلْ کَانَتْ مُغْرِبَةٌ تُخْبِرُنَاهَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ ارْتَدَّ، فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، قَالَ عُمَرُ: وَیْحَکُمْ فَهَلَّا طَیَّنْتُمْ عَلَیْهِ بَابًا، وَفَتَحْتُمْ لَهُ کَوَّةً، فَأَطْعَمْتُمُوهُ کُلَّ یَوْمٍ مِنْهَا رَغِیفًا، وَسَقَیْتُمُوهُ کُوزًا مِنْ مَاءٍ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ، ثُمَّ عَرَضْتُمْ عَلَیْهِ الْإِسْلَامَ فِی الْیَوْمِ الثَّالِثِ، فَلَعَلَّهُ أَنْ یُرَاجِعَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ لَمْ أَحْضُرْ، وَلَمْ آمُرْ، وَلَمْ أَعْلَمْ (مصنف عبدالرزاق، رقم الروایة ۱۸۶۹۵)

قال ابو بکر بن ابی الدنیا حدثنا ابو خیثمة حدثنا ابن عیینة عن محمد بن عبد الرحمن عن ابیه قال لما اتی عمر بفتح تستر قال هل کان شیء قال نعم رجل ممن المسلمین ارتد عن الاسلام قال فما صنعتم به قالوا قتلناه قال فهلا أدخلتموه بیتا وأغلقتم علیه بابا وأطعمتموه کل یوم رغیفا واستبتموه فإن تاب ولا قتلموه ثم قال اللهم لم اشهد ولم آمر ولم أرض اذ بلغنی إسناد جید (مسند الفاروق لابن کثیر، ج۲، ص۴۵۷ تا ۴۵۹)

[3] رقم الحدیث ۹۳، ج۲۰ ص۵۳، مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۳۵۸۶.

قال الهیثمی: رواه الطبرانی، وفیه راو لم یسم، قال مکحول: عن ابن لأبی طلحة الیعمری، وبقیة رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۰۵۸۳، باب فی من کفر بعد إسلامه نعوذ بالله من ذلک وهل یستتاب وکم یستتاب)

وقال الحافظ العسقلانی: سندهٔ حسن (فتح الباری لابن حجر، ج۱۲، ص۲۷۲، تحت رقم الحدیث ۶۹۲۲، قوله باب حکم المرتد والمرتدة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجا، تو اُن سے فرمایا کہ جو آدمی اسلام سے پھر جائے، تو آپ اُسے اسلام کی دعوت دیں، پھر وہ اگر توبہ کرلے، تو اُس کی توبہ کو قبول کرلیں، اور اگر وہ توبہ نہ کرے، تو اُس کو قتل کردیں، اور جو عورت اسلام سے پھر جائے، تو آپ اُسے اسلام کی دعوت دیں، پھر اگر وہ توبہ کرلے، تو اُس کی توبہ کو قبول کرلیں، اور اگر وہ توبہ سے انکار کرے، تو پھر اُس سے توبہ کا مطالبہ کریں (طبرانی)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرتد کو توبہ کا موقع دیے جانے سے پہلے قتل کرنا بُرا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیاست وحکومت، صفحہ 367، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی) [1]

جہاد پر جانے والے لشکروں کو عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حیات بن شریح سے روایت ہے کہ:

كان عمر بن الخطاب رضى الله عنه إذا بعث أمراء الجيوش أوصاهم بتقوى الله العظيم، ثم قال عند عقد الألوية: بسم الله وعلى عون الله وامضوا بتأييد الله بالنصر وبلزوم الحق والصبر، فقاتلوا فى سبيل الله من كفر بالله ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين. لا تجبنوا عند اللقاء ولا تمثّلوا عند القدرة ولا تسرفوا عند الظهور ولا تقتلوا هرما ولا امرأة ولا وليدا (عيون الاخبار لعبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينورى، المتوفى:

[1] إذا ارتد مسلم، وكان مستوفيا لشرائط الردة، أهدر دمه، وقتله للإمام أو نائبه بعد الاستتابة فلو قتل قبل الاستتابة فقاتله مسيء، ولا يجب بقتله شيء غير التعزير، إلا أن يكون رسولا للكفار فلا يقتل؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم لم يقتل رسل مسيلمة .فإذا قتل المرتد على ردته، فلا يغسل، ولا يصلى عليه، ولا يدفن مع المسلمين.ودليل قتل المرتد قول النبى صلى الله عليه وسلم :من بدل دينه فاقتلوه. وحديث :لا يحل دم امرء مسلم يشهد أن لا إله إلا الله وأنى رسول الله إلا بإحدى ثلاث :النفس بالنفس، والثيب الزانى، والتارك لدينه المفارق للجماعة.أما المرتدة فهى عند جمهور الفقهاء كالمرتد ، لعموم قوله صلى الله عليه وسلم :من بدل دينه فاقتلوه، ولما روى جابر أن امرأة يقال لها أم رومان ارتدت فأمر النبى صلى الله عليه وسلم أن يعرض عليها الإسلام فإن تابت وإلا قتلت. وذهب الحنفية إلى أن المرتدة لا تقتل، بل تحبس حتى تتوب أو تموت، لنهى النبى صلى الله عليه وسلم عن قتل الكافرة التى لا تقاتل أو تحرض على القتال ، فتقاس المرتدة عليها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٢ ص ١٩٤، ١٩٥ ، مادة "ردة"، قتل المرتد)

www.idaraghufran.org

276ھـ، ج ١، ص ١٨٥، كتاب الحرب، اداب الحرب ومكايدها، محض الصواب فى فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، ص ٣٧١)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب لشکروں کے امیروں کو روانہ فرماتے تھے، تو انہیں اللہ تعالیٰ کے تقوے کی نصیحت فرماتے تھے، پھر علَم (یعنی اسلامی جھنڈا) ہاتھ میں دیتے ہوئے فرماتے کہ: اللہ کے نام اور اس کی مدد کے ساتھ، اور اس کی تائید اور مدد کے ساتھ حق (وسچ) اور صبر کو تھامنے رکھنا، اور اللہ کے راستہ میں ہر اس شخص کے ساتھ قتال کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے، اور حد سے تجاوز نہ کرنا، اس لئے کہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں سے محبت نہیں فرماتا، اور دشمن سے ملاقات کے وقت بزدل مت ہو جانا، اور جب دشمن پر غلبہ حاصل ہو جائے، تو انہیں مثلہ نہ بنانا، اور جب دشمن پر فتح حاصل ہو جائے تو اسراف نہ کرنا، اور کسی بوڑھے، اور عورت اور بچہ کو قتل مت کرنا (عیونُ الاخبار)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہاد پر جن حضرات کو بھیجتے تھے، تو انہیں خاص نصیحتیں بھی فرماتے تھے، جن میں سب سے پہلے تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف اور صبر کی نصیحت ہوتی تھی، اور اس کے بعد انصاف کرنے اور حد سے تجاوز نہ کرنے کی ہدایت تھی، اور اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتہائی جامع نصیحتیں کر کے اپنے نمائندوں کو روانہ فرماتے تھے۔

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

بچپن و کم عمری میں بولنے والے بچے (قسط3)

خندق والوں میں سے بولنے والا بچہ

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے کلمۂ توحید کی سربلندی کے لیے جہاں مختلف انبیاء کو بھیجا، وہیں بعض مواقع پر کسی عام انسان یا کسی بچے اور لڑکے کو اپنے کلمۂ توحید کے پھیلانے کا ذریعہ بنایا۔

یہ واقعہ بھی ایک ایسے لڑکے کا ہے، جس کی سچائی، راست بازی اور حق پر استقامت نے ایک پورے قبیلے کی آنکھیں کھول دیں، ان قبیلے والوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی کیا ہے کہ یہ قبیلے والے کچھ ایسے لوگ تھے، جن کو اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے دہکتی ہوئی آگ کے کنویں میں جھونکا گیا (القرآن، البروج، آیت نمبر۳ تا۶)

پرانی بات ہے، بہت پرانی۔ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ دن بہ دن جادوگر بوڑھا ہوتا جارہا تھا۔ ایک دن اس نے سوچا میں دن بہ دن بوڑھا ہوتا جارہا ہوں اور قریب ہے کہ میں فوت ہوجاؤں، کیوں نہ میں یہ جادو کسی کو سکھا کر جاؤں۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نوجوان لڑکا بھیجو۔ میں اسے اپنا سارا جادو سکھا دوں گا۔

بادشاہ نے جادوگر کے پاس ایک لڑکا بھیج دیا۔ لڑکا روز جادوگر کے پاس آتا اور جادوگر اسے جادو سکھاتا۔ ایک دن لڑکا جادوگر کے پاس آرہا تھا، آدھے راستے میں پہنچتے ہی اسے ایک اللہ والا دکھائی دیا، جو لوگوں کو نصیحت اور بھلی باتیں بتارہا تھا۔ لڑکے کو اس کی باتیں بہت اچھی لگیں اور کھڑا اس کی باتوں کو سننے لگا۔

اب روز لڑکا جادوگر کے پاس آتے ہوئے اور واپس گھر جاتے ہوئے اللہ والے کے پاس بیٹھ جاتا اور اللہ والا لڑکے کو اچھی اچھی باتیں بتاتا۔

دن گزرتے گئے اور لڑکے کا روز کا یہی معمول تھا۔ ایک دن لڑکا راستے میں تھا کہ ایک جگہ اسے لوگ

اکٹھے ہوئے دکھائی دیئے۔اس نے جا کر پوچھا کہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے بتایا کہ سمندر سے ایک بہت بڑا جانور نکل آیا ہے اوراس نے لوگوں کا راستہ بند کر رکھا ہے۔

لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا آج کا دن فیصلے کا ہے۔آج پتا چلے گا کہ اللہ جادوگر کو پسند کرتا ہے یا اللہ والے کو۔اس نے کہا اے اللہ! اگر تو اس نیک بندے کو پسند کرتا ہے (جس کے پاس میں جاتا ہوں) تو اس جانور کو یہاں سے ہٹا دے تا کہ لوگ یہاں سے گزر سکیں۔اس نے یہ کہا اور پتھر اس جانور کو مار دیا۔پتھر مارتے ہی جانور مر گیا اور سب لوگ وہاں سے گزر گئے۔لڑکے کو پتا چل گیا کہ اللہ والا ٹھیک اور جادوگر غلط ہے۔

لڑکا اللہ والے کے پاس آیا اور یہ سب کچھ اسے بتا دیا۔اللہ والے نے کہا: قریب ہی تم بہت بڑی مصیبت میں پڑو گے۔مگر یاد رکھو ایسے آڑے وقت کسی کو میرے بارے میں مت بتانا۔جاؤ اور جا کر اللہ کی عبادت کرو۔اللہ والے نے اتنا کہا اور لڑکا چلا گیا اور اللہ کی عبادت کرنے لگا۔کچھ عرصے بعد لڑکے کو اللہ نے بہت نعمتوں سے نوازا۔لوگ لڑکے کے پاس آتے اور اللہ لڑکے کے ہاتھ سے لوگوں کو شفا دیتا۔پیدائشی نابینا (جس کا علاج بہت مشکل ہے) لڑکے کے پاس آتے اور لڑکے کی دعا سے اللہ ان کی بینائی لوٹا دیتا۔

اسی بادشاہ کا ایک وزیر تھا۔وہ پیدائشی نابینا تھا۔وزیر کو اس لڑکے کے بارے میں پتا چلا کہ وہ تو پیدائشی نابینا کی بینائی لوٹا دیتا ہے۔وزیر نے بہت زیادہ تحفے تحائف لیے اور لڑکے کے پاس آ کر کہنے لگا، میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں کو ٹھیک کرتے اور نابینا کو بینا کرتے ہو۔لڑکے نے کہا نہیں اللہ سب کو ٹھیک کرتا ہے۔میں تو صرف اللہ سے دعا کرتا ہوں۔وزیر کہنے لگا، میرے لیے بھی اپنے اللہ سے دعا کرو۔لڑکے نے کہا، پہلے اللہ پر ایمان لاؤ، اللہ کو ایک مانو۔پھر میں اللہ سے آپ کے لیے دعا کر سکتا ہوں۔وزیر ایمان لے آیا۔لڑکے نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ نے وزیر کی بینائی لوٹا دی۔

اگلے دن وزیر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔بادشاہ نے وزیر سے کہا، ارے بھئی، تمہارے بینائی کیسے واپس آئی؟ وزیر نے بادشاہ کو سب کچھ بتا دیا اور کہا کہ میں اللہ پر ایمان لے آیا ہوں۔بادشاہ کا غصہ ساتویں آسمان پر چلا گیا، کہنے لگا: کیا تمہارا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ میں ہی تم سب کا

رب ہوں۔ بادشاہ نے وزیر سے اس لڑکے کا بہت پوچھا مگر وزیر نے نہ بتایا۔ بادشاہ نے وزیر کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں، بالآخر وزیر نے لڑکے کا بتا دیا۔

بادشاہ نے لڑکے کو بلوایا اور کہا: میں نے تمہارے بارے میں یہ یہ سنا ہے۔ آیا یہ سچ ہے؟ لڑکا بولا جی ہاں بلکل سچ ہے۔ بادشاہ نے کہا تجھے یہ سب کچھ کس نے سکھایا ہے؟ لڑکے نے نہ بتایا۔ بادشاہ نے وزیر کی طرح لڑکے کو بھی مختلف طریقوں سے ٹارچر کیا۔ بالآخر لڑکے نے اللہ والے کا بتا دیا۔ بادشاہ نے اللہ والے کو بلایا اور اس سے اللہ کو نہ ماننے اور بادشاہ کو خدا ماننے کا کہا، اللہ والے نے انکار کیا اور کہنے لگا: تم چاہے جو کچھ بھی کر لو میں اپنے اللہ کو ہی اپنا رب مانوں گا۔ بادشاہ نے کہا: ایک آرا لایا جائے، آرا لایا گیا اور اللہ والے کے سر کے بلکل درمیان رکھا اور چلا کر اللہ والے کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔

یہ سب منظر وزیر دیکھ رہا تھا۔ اب وزیر کو بلایا گیا اور اس سے کہا کہ بادشاہ کو اپنا خدا مانو۔ وزیر نے بھی وہی جواب دیا جو اللہ والے نے دیا تھا۔ آخر کار وزیر کا بھی وہی حال کر دیا گیا۔

لڑکے سے بادشاہ نے کہا: بتاؤ بھئی اب تم کیا کہتے ہو؟ لڑکے نے کہا میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا خدا نہ مانوں گا۔ بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جایا جائے، اگر لڑکے نے مجھے خدا مان لیا تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ لڑکے نے اللہ سے دعا کی۔ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے ہی ایک زوردار زلزلہ آیا اور بادشاہ کے سب سپاہی پہاڑ سے نیچے گر گئے۔ لڑکا چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: میرے سپاہی کہاں ہیں؟ لڑکا بولا، اللہ سب کو کافی ہو گیا۔ بادشاہ نے دوسرے سپاہیوں کو حکم دیا کہ لڑکے کو سمندر کے بلکل بیچ و بیچ لے جاؤ۔ اگر مجھے اپنا خدا مان لیا تو ٹھیک ورنہ کشتی سے نیچے پھینک دینا۔ اب کی بار بھی سپاہیوں کا وہی حال ہوا۔ سب سپاہی سمندر میں ڈوب گئے اور لڑکا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ بولا: ارے بھئی تو مرتا کیوں نہیں؟ لڑکا بولا: میں تمہیں ایک طریقہ بتاتا ہوں۔ اگر تم مجھے اس طریقے پر مارو گے تب میں مروں گا۔ بادشاہ بولا: ہاں ہاں ضرور بتاؤ۔ لڑکا بولا: سب لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کرو اور کھجور کے ایک لمبے درخت پر مجھے لٹکاؤ، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکالو اور یہ پڑھ کر تیر چلاؤ۔

بسم اللہ رب الغلام

www.idaraghufran.org

اس اللہ کے نام کے ساتھ جو اس لڑکے کا رب ہے

بادشاہ نے اسی طرح کیا اور تیر چلایا۔ تیر سیدھا لڑکے کی کنپٹی پر آ کر لگا اور لڑکا وہیں مر گیا۔ اب سب لوگوں کو پتا چل گیا کہ اللہ ہی سب کا خدا ہے یہ بادشاہ نہیں ہے۔ سب لوگ اللہ پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ کو اپنی بادشاہت اور سلطنت کا خطرہ ہونے لگا۔ بادشاہ نے سپاہیوں سے کہا: ایک گہرہ گڑھا کھودوا اور اس میں آگ سلگاؤ۔ لوگوں میں سے جو مجھے اپنا خدا مان لے اسے چھوڑ دو باقی سب کو اس گڑھے میں پھینک دو۔

لوگ ایک ایک کر کے گڑھے میں کودنے لگے، اتنے میں ایک عورت آئی، جس کی گود میں ایک چھوٹا بچہ تھا، عورت بچے کی وجہ سے کودنے سے کترانے لگی، مگر گود میں بچہ بول پڑا کہ:

''اماں جان! آپ مت گھبرائیے، اور صبر کیجیے، آپ حق پر ہیں''

ماں نے بچے کے یہ الفاظ سنے، اور وہ بھی خندق میں کود پڑی (صحیح مسلم) (جاری ہے............)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو
عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

بزمِ خواتین مفتی طلحہ مدثر

عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط10)

اجر میں مرد و عورت کی برابری، قرآن سے

معزز خواتین! پیچھے یہ ذکر ہوا تھا کہ اللہ کے نزدیک مرد و عورت کی اہمیت وعزت جزا وسزا کے حوالے سے برابر ہے مردوں کو نیکی کرنے کا جتنا اجر ملتا ہے خواتین کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت میں تفریق کر کے ثواب اور بدلہ کا ذکر نہیں فرمایا، اسی بارے میں چند آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیں!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (سوره آل عمران رقم الاية ١٩٥)

ترجمہ: سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ (عمل کرنے والا) مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو، پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور میرے لیے لڑے اور شہید کیے گئے، میں ضرور ان کے قصور معاف کروں گا اور ضرور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، یہ ان کی جزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ ہی کے پاس بہترین بدلہ ہے (سورہ آل عمران)

IdaraGhufran

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (سورہ نساء رقم الآیۃ ۱۲۴)

ترجمہ: اور جو شخص کوئی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مسلمان ہو، پس یہی لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہونگے اوران پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا (سورہ نساء)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۃ نحل ۹۷)

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم ضروران کو اچھی زندگی بسر کرائیں گے اوران کے اچھے کاموں کے عوض ان کا اجر بدلے میں دیں گے (سورہ نحل)

اوراللہ تعالیٰ ایک اورمقام پرارشادفرماتے ہیں:

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورۃ غافر، رقم الآیۃ ۴۰)

ترجمہ: جس نے کوئی برا کام کیا تو اس کوسزا نہیں دی جائے گی مگر اسی (برے کام) کے برابراور جو کوئی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو پس وہی لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہونگے جس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا (غافر)

مذکورہ آیات میں کسی مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے مرداورعورت کے درمیان ثواب کے اعتبار سے کوئی فرق بیان نہیں فرمایا بلکہ جواجر مردوں کے لیے بیان فرمایاوہی خواتین کے بارے میں بھی ذکرفرمایا، سورہ آلِ عمران کی مذکورہ بالا آیت کے بارے میں مروی ہے کہ یہ آیت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کرنے پر نازل ہوئی چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام خدمت میں عرض کیا:

یا رسول الله، لا أسمع الله ذكر النساء في الهجرة بشيء .فأنزل الله عز وجل (فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم من ذكر أو أنثى بعضكم من بعض) (مستدرک علی الصحیحین للحاکم،رقم الحدیث ۳۱۷۴،کتاب التفسیر،ومن سورة آل عمران) [1]

ترجمہ:اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ تعالیٰ کو ہجرت کے معاملے میں عورتوں کا کسی قسم کا ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا(یعنی ایسی آیت نہیں نازل ہوئی جس میں خواتین کے ہجرت کرنے پر کسی قسم کے اجر کا ذکر ہو) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ آلِ عمران کی یہ آیت نازل فرمائی:

فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم من ذكر أو أنثى بعضكم من بعض (مستدرک حاکم)

اور اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب میں ارشاد ہے:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (سورہ احزاب آیة ۳۵)

ترجمہ:بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی

[1] قال الحاکم :هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه

عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے (سورہ احزاب)

اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ نبی علیہ السلام سے ایک خاتون نے آکر عرض کیا تھا کہ مجھے قرآن مجید میں عورتوں کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا سارا تذکرہ مردوں کا ہی ملتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ ام عمارہ انصاریہ سے روایت ہے کہ

أنها أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: " ما أرى كل شيء إلا للرجال وما أرى النساء يذكرن بشيء؟ فنزلت هذه الآية }إن المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات (سنن ترمذی، رقم الحديث ٣٢١١، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ومن سورة الأحزاب)

ترجمہ: وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں ہر چیز (اجر، ثواب، نعمتوں کے وعدے وغیرہ) مردوں کے لیے دیکھتی ہوں، عورتوں کا اس سلسلے میں کسی قسم کا ذکر نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی **إن المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات** (سنن ترمذی)

مذکورہ آیات واحادیث کے پیشِ نظر یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ثواب اوراجر وغیرہ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں میں کسی قسم کی کوئی تفریق اور درجہ بندی نہیں کی، دونوں کے ساتھ ایک جیسے ہی انعام و اکرام کا وعدہ کیا ہے۔ (جاری ہے............)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

پندرہ شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا متوجہ ہونا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ فِيْهَا لِكُلِّ بَشَرٍ مَا خَلَا كَافِرًا أَوْ رَجُلًا فِيْ قَلْبِهِ شَحْنَاءُ.فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرىٰ :إِلَّا رَجُلًا مُشْرِكًا أَوْ فِيْ قَلْبِهِ شَحْنَاءُ (الإبانة الكبرى لابن بطة، ج7ص222، حديث 173)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل شعبان کے مہینے کی نصف رات میں آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں، پھر اس رات میں ہر انسان کی مغفرت کا فیصلہ فرماتے ہیں، سوائے کافر، یا اس آدمی کے جس کے دل میں بُغض ہو، اور دوسری روایت میں ہے کہ سوائے مشرک کے یا جس کے دل میں بُغض ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَيَغْفِرُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ إِلَّا الْعَاقَّ وَالْمُشَاحِنَ (شعب الايمان، حديث نمبر 3548)

ترجمہ: پھر ہر مومن کی مغفرت فرما دیتے ہیں، سوائے والدین کے نافرمان اور کینہ وَر کے۔

مطلب یہ ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت بندوں کی طرف اُترتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور بخشش بندوں پر زیادہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ بندوں کی دُعا کو منظور اور توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔

Savour Foods®
● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
● Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
● Melody Food Park
Tel:2873300
www.savourfoods.com.pk

پندرہ شعبان کی رات کی عبادت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم الحديث ٦٥٦، كتاب الصلاة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؛ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلی تو گویا کہ اس نے آدھی رات کے قیام کا ثواب پالیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا کرلی تو گویا کہ اس نے پوری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب حاصل کرلیا (مسلم)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شبِ برأت میں تمام رات جاگنا اور عبادت کرنا ضروری ہے ورنہ اس کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی، یہ بات صحیح نہیں، بلکہ اس رات میں تمام رات جاگنا ضروری نہیں، اور مذکورہ حدیث کے مطابق عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرلینے سے پوری رات عبادت کا ثواب ملتا ہے، اگر کوئی اس رات میں گناہوں سے بچتے ہوئے دوسرے دنوں کی بہ نسبت تھوڑی سی زیادہ عبادت کرلے اس کو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس رات کی فضیلت کا حصہ حاصل ہوجائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں گھنٹے شمار نہیں ہوتے بلکہ اخلاص دیکھا جاتا ہے، اگر اخلاص کے ساتھ چند لمحات بھی اللہ تعالی کے خاص دربار میں میسر آ گئے تو وہ بہت بڑی نعمت اور دولت ہیں۔

شعبان کے مہینے میں سال بھر میں وفات پانے والوں کا فیصلہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے، میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! روزے رکھنے کے لئے آپ کو تمام مہینوں سے زیادہ شعبان کا مہینہ پسند ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں اس سال کے تمام وفات پانے والوں کا (فیصلہ) لکھ دیتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ جب میری اجل (یعنی وفات) کا فیصلہ آئے تو میں روزہ سے ہوں (مسند ابو یعلیٰ، حدیث نمبر 4911)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ اُن کو رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے، اور (رمضان کے علاوہ) کسی اور پورے مہینے کے روزے نہیں رکھتے تھے، سوائے شعبان کے، کہ شعبان میں پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! روزے رکھنے کے لئے آپ کو تمام مہینوں سے زیادہ شعبان کا مہینہ پسند ہے؟ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اے عائشہ! کوئی جاندار بھی ایسا نہیں جو اس سال فوت ہوتا ہو، مگر اُس کے (فوت ہونے کے) وقت کو شعبان کے مہینے میں لکھ دیا جاتا ہے، اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے (فوت ہونے کے) وقت کو اس حال میں لکھا جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور نیک عمل (روزہ وغیرہ) میں مشغول ہوں (تاریخ بغداد، ج۵ص۲۰۳، حرف المیم)(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: شعبان وشبِ برأت کے فضائل واحکام، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

پندرہ شعبان کی مُبارک رات کی فضیلت سے محروم رہنے والے افراد

مختلف احادیث وروایات اورآ ثار سے شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت اوراس رات میں عبادت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے،،اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اس رات میں بھی محروم القسمت اوراللہ کی رحمت سے دوررہتے ہیں اوروہ یہ لوگ ہیں:

(1)...... کفروشرک میں مبتلا شخص۔

(2)...... کینہ اور بغض رکھنے والا۔

(3)...... رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنے والا۔

(4)...... کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔

(5)...... والدین کا نافرمان۔

(6)......شراب پینے والا۔

(7)...... زانیہ عورت۔

جس سے مذکورہ اوران جیسے دوسرے گناہوں کی قباحت وشناعت بھی معلوم ہوگئی کہ یہ گناہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں اوران گناہوں میں مبتلا اشخاص عام مغفرت کے اوقات سے بھی محروم رہتے ہیں،آج اگراپنے معاشرے پرنظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذکورہ سارے گناہ ہی بہت عام ہیں،جبکہ یہ گناہ انتہائی خطرناک ہیں۔

ان احادیث کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شعبان وشبِ برأت کے فضائل واحکام،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج،ڈیپ فریز،واشنگ مشین،جوسر،استری،گیزر،کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ،چاندنی چوک،مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ سے متعلق احادیث وآثار

(پانچویں وآخری قسط)

علی اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی راویت

حضرت مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلَى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا ,وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰى قُلُوْبِ خِيَارِنَا (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب میت کا جنازہ پڑھتے تھے،تو پہلے اللہ کی حمد وثناء کرتے تھے،اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے،اور پھر یہ دعاء پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ !ہمارے زندوں اور مُردوں کی مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا فرما،اور ہمارے اختلافات کو دور فرما،اور ہمارے دلوں کو ہمارے نیک بندوں کے دلوں کے مطابق بنا(ابنِ ابی شیبہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں اللہ کی حمد وثناء کا ذکر ہے،مخصوص کلمات والفاظ یا سورہ فاتحہ کی قرائت کا ذکر نہیں،جس کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ کی حمد وثناء سورہ فاتحہ کے

---

[1] رقم الحديث ۱۱۴۹۴،كتاب الجنائز، باب ما يبدأ به فى التكبيرة الأولى فى الصلاة عليه والثانية والثالثة والرابعة.

قال ابن حجر: وأخرج ابن أبي شيبة بسند حسن عن علي رضي الله عنه أنه كان إذا صلى على ميت يبدأ بحمد الله تعالى ثم يصلي على نبيه صلى الله عليه وسلم ثم يقول :اللهم اغفر لحينا وميتنا ..الحديث.وفي الباب عن جماعة من التابعين رحمة الله عليهم أجمعين (نتائج الافكار، ج۴، ص ۳۸۷، باب اذكار الصلاة على الميت، المجلس: ۳۸۹)

www.idaraghufran.org

ذریعہ سے بھی ہوتی ہے، اور دوسرے الفاظ کے ذریعہ سے بھی، لیکن سورہ فاتحہ کے ذریعہ حمد وثناء افضل واعلیٰ ہے۔

اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنے کا روایت میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے:

حدثنا عباد بن العوام ، عن عمر بن عامر ، عن أبی رجاء ، عن أبی العریان الحذاء ، قال :صلیت خلف الحسن بن علی علی جنازة ، فلما فرغ أخذت بیده فقلت کیف صنعت ؟ قال :قرأت علیها بفاتحة الکتاب (مُصنف ابن أبی شیبة ، رقم الحدیث ۱۱۵۱۱ ،من کان یقرأ علی الجنازة بفاتحة الکتاب)

ترجمہ: ہم سے عباد بن عوام نے حدیث بیان کی، عمر بن عامر کی سند سے، انہوں نے ابورجاء کی سند سے، انہوں نے ابوعریان حذاء سے روایت کیا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی، پھر جب وہ نمازِ جنازہ سے فارغ ہوگئے، تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا کہ آپ نے کس طرح نمازِ جنازہ پڑھی؟ توانہوں نے فرمایا کہ میں نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کی (ابنِ ابی شیبہ)

عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حدثنا یحیی بن آدم ، عن شریک ، عن أبی هاشم الواسطی ، عن فضالة مولی عمر أن الذی صلی علی أبی بکر ، أو عمر قرأ علیه بفاتحة الکتاب (مُصنف ابن أبی شیبة ، رقم الحدیث ۱۱۵۲۱ ،من کان یقرأ علی الجنازة بفاتحة الکتاب)

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، انہوں نے شریک سے روایت کیا، انہوں

نے ابو ہاشم واسطی سے روایت کیا، انہوں نے حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام ''فضالہ'' سے روایت کیا کہ جس نے حضرت ابوبکر یا عمر کی نمازِ جنازہ پڑھی، اس نے سورہ فاتحہ کی قرائت کی (ابنِ ابی شیبہ)

اس روایت کوامام بخاری نے بھی تاریخِ کبیر میں روایت کیا ہے۔ ۱

''فضالہ'' کا پورا نام ''فضاله بن ابی اميه بصرى'' ہے، جو ''مبارک بن فضالہ'' کے والد ہیں۔ ۲

ابنِ جریر طبری ''تہذیب الآثار'' میں روایت کرتے ہیں:

حَـدثـنَـا ابُن حميد، قَالَ :حَـدثـنَـا هَـارُون، عَن عَنبَسَة، عَن أبى هَاشم الوَاسِطِىّ، قَالَ " :لِقِيت رجلا بِمصْر يُقَال لَهُ :منقذ، زمن عبد الُملک بن مَرْوَان، يزْعم أَن عمر بن الُخطاب أعتق أَبَاهُ، فَقَالَ :إِنَّه رأى أَبَا بكر أَو عـمـر قَـرَأَ عـلى الُجنَازَة بِفَاتِحَة الُكتاب، ثمَّ قَرَأَ :(إِنَّک من تدخل الـنَّـار فقد أخزيته، وَمَا للظالمين من أنصار) . (رَبنَا إِنَّک جَامع النَّاس لِيَـوْم لَا ريب فِيهِ، إِن الله لَا يخلف الميعاد) . الـلَّـهُـمَّ اغْفِر لهَذِهِ النَّفس الَّتِـى كَـانَـت تشهـد أَلا إِلَـه إِلَّا أَنْـت، وَأَن مُـحَـمَّـدًا عَـبـدک وَرَسُولک(تهـذيـب الآثار،للطبرى، رقم الحديث ٢٧٠ ،ذكر ما روى فى ذلک عن عمر بن الخطاب)

ترجمہ: ہم سے ابنِ حمید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہارون نے بیان کیا، عنبسہ سے، انہوں نے ابو ہاشم واسطی سے کہ میں نے مصر میں عبدالملک بن مروان کی

---

۱ فضـالة بـن أبـى أمية والد مبارک قال كاتبنى عمر، وقال بعضهم إنما كاتب عمر أبا أمية روى عـنـه عـبـد الملک بن أبى بشير، وقال إسحاق بن كعب أخبرنا شريک عن أبى هاشم عن فـضـالة بـن أبـى أمية قـال قـرأ الـذى صـلـى عـلـى أبـى بـكـر وعـمـر رضـى الـلـه عنهما بفاتحة الكتاب(التاريخ الكبير للبخارى، رقم الترجمة ٥٦٠)

۲ فـضـالة بـن ابى امية بصرى والد المبارک بن فضالة قال كاتبنى عمر رضى الله عنه ويقال انما كاتب عـمـر ابـاه ابـا امية وروى انـه صـلـى على ابى بكر وعمر رضى الله عنهما بفاتحة الكتاب روى عنه أبو هاشم الـرمـانى وعبد الملک بن أبى بشير، نا عبد الرحمن قال سمعت ابى يقول ذلک(الجرح والتعديل لابنِ ابى حاتم ، ج٧ص٧٧،رقم الترجمة ٤٣٧)

www.idaraghufran.org

حکومت کے زمانہ میں ایک آدمی سے ملاقات کی، جس کو ’’منقذ‘‘ کہا جاتا تھا، وہ یہ کہتا تھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کے والد کو آزاد کیا تھا، ان کے والد نے حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہ کو نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرتے ہوئے دیکھا، پھر یہ پڑھا کہ:

’’إِنَّک من تدخل النَّار فقد أخزيته، وَمَا للظالمين من أنصار، رَبنَا إِنَّک جَامع النَّاس ليَوْم لَا ريب فِيهِ، إِن الله لَا يخلف الميعاد.

اللَّهُمَّ اغْفِر لهَذِهِ النَّفس الَّتِي كَانَت تشهد أَلا إِلَه إِلَّا أَنْت، وَأَن مُحَمَّدًا عَبدک وَرَسُولک‘‘(تهذيب الآثار)

مذکورہ روایات سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا کرنا ثابت ہوا۔

مجاہد کی روایت

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں کہ:

عن بن مجاهد عن أبيه قال جمعت فی الصلاة على الجنائز أربعين كتابا فأمسكت منها كتابا واحدا فيه يكبر ثم يقرا بأم القرآن ثم يصلی على النبی صلى الله عليه و سلم ثم يقول اللهم عبدک فلان خلقته إن تعاقبه فبذنبه وإن تغفر له فإنک الغفور الرحيم اللهم صعد روحه فی السماء ووسع عن جسده الارض اللهم نور له فی قبره وافسح له فی الجنة واخلفه فی أهله أللهم لا تضلنا بعده ولا تحرمنا اجره واغفر لنا وله . ذكره بن جريج عن مجاهد قال عبد الرزاق فأمرنی معمر فسألت بن مجاهد عن هذا الحديث ثم سألنی عنه معمر فحدثته به(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٦٤٢٩،باب القراءة والدعاء فی الصلاة على الميت)

ترجمہ: حضرت مجاہد کے بیٹے اپنے والد حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نمازِ جنازہ کے بارے میں چالیس کتب جمع کیں، ان

چالیس میں سے ایک کتاب کو میں نے اختیار کرلیا، جس میں یہ تحریر تھا کہ نمازِ جنازہ میں تکبیر کہے، پھر ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) کی قرائت کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر یہ دعاء پڑھے کہ:

”اللهم عبدک فلان خلقته إن تعاقبه فبذنبه وإن تغفر له فإنک الغفور الرحيم اللهم صعد روحه فی السماء ووسع عن جسده الارض اللهم نور له فی قبره وافسح له فی الجنة واخلفه فی أهله أللهم لا تضلنا بعده ولا تحرمنا اجره واغفر لنا وله“

ابنِ جریج نے بھی حضرت مجاہد سے اس کو ذکر کیا ہے، عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے معمر نے حکم دیا، تو میں نے ابنِ مجاہد سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، پھر معمر نے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو میں ان سے یہ حدیث بیان کی (عبدالرزاق)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں، ظاہر ہے کہ انہوں نے نمازِ جنازہ سے متعلق جو کتابیں جمع کی تھیں، ان میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کا ہی ذکر ہوگا، اور اتنی کتابوں سے یہ بات اخذ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت ثابت ہے، جو اس کے کم از کم جائز اور اس سے بڑھ کر مسنون ہونے کی دلیل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ابو سعید مقبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنازہ پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا:

فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُکَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثُمَّ أَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنَّهٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ

وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (مؤطاامام مالک) [1]

ترجمہ: تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں آپ کو ضرور بتلاتا ہوں، میں تو جنازہ والے کے گھر سے ہی جنازہ کے پیچھے ہو لیتا ہوں، پھر جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے، تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں، اور پھر یہ دعاء پڑھتا ہوں (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے اور آپ کی بندی کی اولاد ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور تو اس کی حالت کو (ہم سے) زیادہ جانتا ہے، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی کو اور زیادہ فرما، اور اگر خطاوار تھا تو اس کی خطاؤں کو درگزر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ فرما، اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما (موطا مالک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں اللہ کی حمد وثناء کا ذکر ہے، مخصوص کلمات والفاظ یا سورہ فاتحہ کی قرائت کا ذکر نہیں، جس کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ کی حمد وثناء سورہ فاتحہ کے ذریعہ سے بھی کی جاتی ہے، اور دوسرے الفاظ وکلمات کے ذریعہ سے بھی، لیکن سورہ فاتحہ کے ذریعہ حمد وثناء افضل واعلیٰ ہے۔

اسی وجہ سے خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنے کا روایت میں ذکر آیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

---

[1] رقم الحديث ٢٧٩، كتاب الجنائز، باب ما يقول المصلى على الجنازة، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ٨٩.

قال الالبانى: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ٩٣)

و قال ايضاً: أخرجه مالك (١ - ٢٢٧) وعنه محمد بن الحسن (١٦٤ - ١٦٥) وإسماعيل القاضى فى "فضل الصلاة ﷺ" رقم (٩٣ - ٥/٢٧) وسنده موقوف صحيح جدا (احكام الجنائز، ج ١، ص ١٢٥)

www.idaraghufran.org

متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں کہ:

عن بن جريج قال حدثت عن أبي هريرة وأبي الدرداء وأنس بن مالک وبن عباس أنهم كانت يقرؤون بأم القرآن ويدعون ويستغفرون بعد كل تكبيرة من الثلاث ثم يكبرون الرابعة فينصرفون ولا يقرؤن(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٦٤٣٧،باب القراء ة والدعاء فى الصلاة على الميت)

ترجمہ: ابنِ جریج نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابوہریرہ اور ابوالدراداءاور حضرت انس بن مالک اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ حدیث پہنچی ہے کہ وہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کیا کرتے تھے،اور تین تکبیروں میں سے ہر تکبیر کے بعد دعاء واستغفار کیا کرتے تھے، پھر وہ چوتھی تکبیر کہا کرتے تھے، پھر وہ نمازِ جنازہ ختم کردیا کرتے تھے،اوراس میں کسی چیز کی قرائت نہیں کیا کرتے تھے(عبدالرزاق)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت ثابت ہے، اور بعض حضرات نے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سورہ فاتحہ کی قرائت کی نفی کا دعویٰ کیا ہے، وہ باسند طریقہ پرہمیں دستیاب نہیں ہوا۔

حسن بصری کی روایت

امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے اوراوروہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ:

عن الحسن كان يقرأ فى التكبيرات كلها بأم القرآن يقول اللهم عبدک فلان عظم أجره ونوره وألحقه بنبيه صلى الله عليه و سلم وافسح له فى قبره اللهم لا تحرمنا أجره ولا تضلنا بعده(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٦٤٣٠،باب القراء ة والدعاء فى الصلاة على الميت)

ترجمہ: حضرت حسن تمام تکبیرات میں سورہ فاتحہ کی قرائت کیا کرتے تھے، اور یہ دعاء کرتے تھے کہ:

”اللھم عبدک فلان عظم أجره ونوره وألحقه بنبيه صلى الله عليه و سلم وافسح له فى قبره اللهم لا تحرمنا أجره ولا تضلنا بعده“(عبدالرزاق)

امام عبدالرزاق، حضرت ثوری سے، اور وہ یونس سے روایت کرتے ہیں کہ:

عن الحسن أنه كان يقرا بفاتحة الكتاب فى كل تكبيرة (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٦٤٣١،باب القراء ة والدعاء فى الصلاة على الميت)

ترجمہ: حضرت حسن نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر میں سورہ فاتحہ کی قرائت کیا کرتے تھے (عبدالرزاق)

عبداللہ بن زبیر اور عبید بن عمیر کی روایت

ابنِ عبدالبر قرطبی (المتوفیٰ:463ہجری) اپنی سند کے ساتھ داؤد بن قال سے روایت کرتے ہیں کہ:

قلت لعبد الله بن عبيد بن عمير كيف كان شيخاک عبد الله بن الزبير وعبيد بن عمير يصليان على الجنائز قال كانا يقرآن بأم القرآن ويصليان على النبى صلى الله عليه وسلم ويستغفران للمؤمنين والمؤمنات ثم يقولان اللهم افسح له فى قبره واعرج إليک بروحه وألحقه بنبيه واخلفه فى عقبه بخير (الاستذكار،ج٣،ص ٤٢،كتاب الجنائز،باب ما يقول المصلى على الجنازة)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے عرض کیا کہ آپ کے شیخ حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبید بن عمیر، نمازِ جنازہ کس طرح پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ دونوں حضرات سورہ فاتحہ کی قرائت کیا کرتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد پڑھا کرتے تھے، اور مومنین اور مومنات کے لیے استغفار کیا کرتے تھے، اور پھر یہ دعاء کرتے تھے کہ:

www.idaraghufran.org

"اللھم افسح له فی قبره واعرج إلیک بروحه وألحقه بنبیه واخلفه فی عقبه بخیر" (الاستذکار)

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی قرائت کے قائل ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے:

حدثنا إسماعیل ابن علیة ، عن أیوب ، عن نافع ، أن ابن عمر کان لا یقرأ فی الصلاة علی المیت (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۱۵۲۲، باب من قال لیس علی الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ایوب کی سند سے، انہوں نے نافع سے روایت کیا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ میت کی نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں کیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

مذکورہ روایت کو امام مالک نے بھی اپنی "موطا" میں روایت کیا ہے۔ [1]

مذکورہ روایت میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا ذکر نہیں، اس لیے بعض حضرات نے اس سے سورہ فاتحہ کے علاوہ دوسری سورت کی قرائت کی نفی مراد لی ہے، جبکہ بعض نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کی قرائت فرض یا واجب نہیں، بلکہ جائز یا زیادہ سے زیادہ سنتِ غیر مؤکدہ ہے، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل قرائت کے فرض نہ ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

ابوالعالیہ کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے:

---

[1] وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَقْرَأُ فِی الصَّلَاةِ عَلَی الْجَنَازَةِ(موطأ الإمام مالک، رقم الحدیث ۱۹)

www.idaraghufran.org

حدثنا عبد الأعلى وغندر ، عن عوف ، عن أبى المنهال ، قال : سألت أبا العالية عن القرائة فى الصلاة على الجنازة بفاتحة الكتاب ، فقال : ما كنت أحسب أن فاتحة الكتاب تقرأ إلا فى صلاة فيها ركوع وسجود (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۱۵۲۴،من قال لیس علی الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے عبدالاعلیٰ اورغندر نے حدیث بیان کی، انہوں عوف سے، انہوں نے ابو منہال سے کہ میں نے ابوعالیہ سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کے متعلق سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سورہ فاتحہ کی قرائت صرف رکوع اور سجدہ والی نماز میں ہی کی جائے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ابوعالیہ کا نام رفیع بن مہران ہے، جن کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، اوران کو محدثین نے ثقہ قراردیاہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت نہیں ہے، لیکن چونکہ مرفوع احادیث اور جلیل القدر تابعین سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا ثبوت ملتاہے، اس لیے بعض حضرات نے فرمایا کہ ''مثبت'' کو ''نافی'' پر ترجیح ہوگی، اور جو قائل نہیں، ان کو یہ حکم نہ پہنچنے پر محمول کیا جائے گا،

---

[1] رفيع بن مهران ، أبو العالية الرياحى البصرى مولى امرأة من بنى رياح بن يربوع، حى من بنى تميم، أعتقته سائبة .أدرک الجاهلية، وأسلم بعد موت النبى صلى الله عليه وسلم بسنتين، ودخل على أبى بكر الصديق، وصلى خلف عمر بن الخطاب......

قال إسحاق بن منصور، عن يحيى بن معين، وأبو زرعة، وأبو حاتم :ثقة .

وقال أبو القاسم اللالكائى :ثقة مجمع على ثقته.

وقال سلم بن قتيبة ، عن أبى خلدة :سألت أبا العالية هل رأيت النبى صلى الله عليه وسلم؟ قال :أسلمت فى عامين من بعد موته .وقال قتادة، عن أبى العالية :قرأت القرأن بعد وفاة نبيكم صلى الله عليه وسلم بعشر سنين.وقال مسلم بن إبراهيم ، عن قطن بن كعب :كان أبو العالية يقول :ما أدرى أى النعمتين على أفضل أن هدانى للإسلام أو لم يجعلنى حروريا .

وقال خارجة بن مصعب ، عن داود بن أبى هند، عن أبى العالية :إذا أخذت بما اجتمعوا عليه فلا يضرک ما اختلفوا فيه ....وقال أبو أحمد بن عدى :له أحاديث صالحة وأكبر ما نقم عليه حديث الضحک فى الصلاة، وكل من رواه غيره فإنما مدارهم ورجوعهم إلى أبى العالية، والحديث له، وبه يعرف، ومن أجل هذا الحديث تكلموا فى أبى العالية ، وسائر أحاديثه مستقيمة صالحة.

ذكر الهيثم بن عدى، وغير واحد أنه مات فى ولاية الحجاج.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یا پھر یہ کہا جائے گا کہ سورہ فاتحہ کی قرائت فرض نہیں، کوئی نہ کرے تو حرج بھی نہیں۔

ابو بردہ کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے:

حدثنا أبو معاوية ، عن الشيباني ، عن سعيد بن أبي بردة ، عن أبيه ، قال : قال له رجل أقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب ؟ قال : لا تقرأ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۱۵۲۶، من قال لیس علی الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے ابومعاویہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے شیبانی سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن ابی بردہ سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد ابو بردہ سے روایت کیا کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا میں نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرلوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ قرائت نہ کریں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ابو بردہ دراصل "حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ" کے بیٹے ہیں، اور آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، اور اس روایت کی سند کے راوی ثقہ ہیں۔ [1]

اس روایت کے متعلق بھی اہلِ علم حضرات کا وہی فرمانا ہے، جو اس سے پہلی روایت کے ضمن میں گزرا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال أبو خلدة :مات يوم الاثنين الثالث من شوال سنة تسعين.وقال غيره :مات سنة ثلاث وتسعين .وقال المدائنى :مات سنة ست ومئة .وقال أبو عمر الضرير :مات سنة إحدى عشرة ومئة، والصحيح الأول، والله أعلم .روى له الجماعة(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج۹، ص۲۱۴، الی، ص۲۱۸، تحت رقم الترجمة: ۱۹۲۲)

[1] قال ابن حجر: أبو بردة بن أبى موسى الأشعرى قيل اسمه عامر وقيل الحارث، ثقة من الثالثة مات سنة أربع ومائة وقيل غير ذلک جاز الثمانين(تقريب التهذيب، ج۲، ص۳۶۰)

و قال: سعيد بن أبى بردة بن أبى موسى الأشعرى الكوفى ثقة ثبت وروايته عن بن عمر مرسلة من الخامسة(تقريب التهذيب، ج۱، ص۳۴۹)

و قال: سليمان بن أبى سليمان أبو إسحاق الشيبانى الكوفى ثقة من الخامسة مات فى حدود الأربعين (تقريب التهذيب، ج۱، ص۳۸۶)

و قال: محمد بن خازم بمعجمتين أبو معاوية الضرير الكوفى عمى وهو صغير ثقة أحفظ الناس لحديث الأعمش وقد يهم فى حديث غيره من كبار التاسعة مات سنة خمس وتسعين وله اثنتان وثمانون سنة وقد رمى بالإرجاء (تقريب التهذيب، ج۲، ص۷۰)

www.idaraghufran.org

طاوس اور عطاء کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں روایت ہے:

حدثنا وكيع ، عن زمعة ، عن ابن طاووس ، عن أبيه ، وعطاء أنهما كانا ينكران القرائة على الجنازة (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحديث ١١٥٢٩،من قال ليس على الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے وکیع نے حدیث بیان کی ، زمعہ کے حوالہ سے، انہوں نے ابنِ طاوس کے حوالہ سے، انہوں نے اپنے والد اور حضرت عطاء کے بارے میں یہ روایت کیا ہے کہ وہ دونوں جنازہ میں قرائت کا انکار کیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

نمازِ جنازہ میں قرائت کے انکار سے وجوب کی نفی یا مسنون ہونے کی نفی مراد ہونے یا پھر سورہ فاتحہ کے علاوہ عام قرائت کی نفی ہونے کا احتمال ہے، جیسا کہ فرائض کی آخری دو رکعتوں میں بھی متعدد حنفیہ نے اس موقف کو اختیار فرمایا ہے۔

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہی روایت ہے:

حدثنا حفص بن غياث ، عن حجاج ، قال : سألت عطاء عن القرائة على الجنازة ، فقال : ما سمعنا بهذا إلا حديثا (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحديث ١١٥٢٧ ،من قال ليس على الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، حجاج کی سند سے کہ میں نے حضرت عطاء سے نمازِ جنازہ میں قرائت کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس کے بارے میں صرف حدیث ہی سنی ہے (ابنِ ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ حضرت عطاء کو اس سلسلہ میں ایک ہی حدیث پہنچی۔

شعبی اور ابوالحصین کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں روایت ہے:

Idara Ghufran

حدثنا وکیع ، عن سعید ، عن عبد الله بن إیاس ، عن إبراهیم ، وعن أبی الحصین ، عن الشعبی قالا : لیس فی الجنازة قرائة (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۱۵۲۸، من قال لیس علی الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے وکیع نے بیان کیا،سعید کی سند سے،انہوں نے عبداللہ بن ایاس سے، انہوں نے ابراہیم سے کہ ابوالحصین اور حضرت شعبی نے فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

مذکورہ روایت میں قرائت نہ ہونے کا ذکر ہے،سورہ فاتحہ کی تخصیص نہیں،اگرقرائت کا مفہوم عام مراد لیا جائے،تو اس میں سورہ فاتحہ بھی داخل ہوگی،اورسورہ فاتحہ کوقرائت کے عام مفہوم سے ثناء ودعاء کی بناء پرخارج کیا جائے،تو پھراس کو یہ نفی شامل نہیں ہوگی،اوراگرنفی سے لزوم کی نفی مراد لی جائے،تو جواز کی نفی ثابت نہیں ہوگی،اوربعض مقامات پرفقہاء نے سورہ فاتحہ کی قرائت کوذکر کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے،جیسا کہ فرائض کی آخری دورکعتوں میں۔

مصنف عبدالرزاق میں روایت ہے:

عن الثوری عن أبی هاشم عن الشعبی قال التکبیرة الاولی علی المیت ثناء علی الله والثانیة صلاة علی النبی صلی الله علیه و سلم والثالثة دعاء للمیت والرابعة تسلیم (مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث ۶۴۳۴،باب القراء ة والدعاء فی الصلاة علی المیت)

ترجمہ: ثوری سے روایت ہے،انہوں نے ابوہاشم سے روایت کیا،انہوں نے شعبی سے روایت کیا کہ میت پرتکبیرِ اولیٰ میں اللہ کی ثناء ہے،اوردوسری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پردرود ہے،اورتیسری میں میت کے لیے دعاء ہے،اورچوتھی میں سلام ہے(مصنف عبدالرزاق)

مذکورہ روایت میں قرآن یاسورہ فاتحہ کی قرائت کا ذکرنہیں،البتہ ثناء کا ذکر ہے،تاہم اگرسورہ فاتحہ کو ثناء کی حیثیت سے پڑھا جائے،تو پھر ثناء کے مفہوم میں اس کے داخل ہونے میں بھی شبہ نہیں۔

www.idaraghufran.org

بکر بن عبداللہ کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں روایت ہے:

حدثنا معتمر بن سليمان ، عن إسحاق بن سويد ، عن بكر بن عبد الله ؟ قال : لا أعلم فيها قرائة (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ١١٥٣٠ ، من قال ليس على الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، اسحاق بن سوید کے حوالہ سے، انہوں نے بکر بن عبداللہ کا یہ قول بیان کیا کہ میں نمازِ جنازہ میں قرائت کا علم نہیں رکھتا(ابنِ ابی شیبہ)

اس روایت میں بھی قرائت کا ذکر ہے، سورہ فاتحہ کا ذکر نہیں، اس لیے اس روایت میں بھی وہی احتمالات ہوں گے، جو پیچھے ذکر کیے گئے۔

میمون کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں روایت ہے:

حدثنا عبد الرحمن بن مهدی ، عن معقل ، قال : سألت ميمونا على الجنازة قرائة ، أو صلاة على النبی صلى الله عليه وسلم ؟ قال : ما علمت (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ١١٥٣١ ، من قال ليس على الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے معقل کا یہ قول بیان کیا کہ میں نے میمون سے نمازِ جنازہ میں قرائت، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے متعلق سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس بارے میں علم نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

سالم کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں روایت ہے:

حدثنا يحيى بن أبی بكير ، قال : حدثنا محمد بن عبد الله بن أبی

www.idaraghufran.org

سارة ، قال : سألت سالما فقلت : القرائة على الجنازة ؟ فقال : لا قرائة على الجنازة (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۱۵۳۲ ، من قال لیس على الجنازة قرائة)

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم سے محمد بن عبداللہ بن ابی سارہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت سالم سے سوال کیا کہ کیا نمازِ جنازہ میں قرائت ہے؟ تو حضرت سالم نے فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اس روایت میں قرائت کا ذکر ہے، اوراس میں بھی گزشتہ احتمالات پائے جاتے ہیں۔

محمد بن سیرین کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں روایت ہے:

حدثنا إسماعيل ابن علية ، عن أيوب ، عن محمد ، أنه كان لا يقرأ في الصلاة على الميت (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۱۱۵۲۳)

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ایوب کے حوالہ سے، انہوں نے محمد کے حوالہ سے کہ وہ نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں کیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اس روایت میں بھی گزشتہ تقریر جاری ہوگی۔

ابراہیم نخعی کی روایت

مصنف عبدالرزاق میں روایت ہے:

عن الثوری عن حماد عن إبراهيم قال سألته أيقرا على الميت إذا صلى عليه قال لا (مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث ۶۴۳۳ ،باب القراء ة والدعاء فی الصلاة على الميت)

ترجمہ: ثوری سے روایت ہے، انہوں نے حماد سے روایت کیا، انہوں نے ابراہیم نخعی سے سوال کیا کہ کیا میت کی نمازِ جنازہ میں قرائت کی جائے گی؟ انہوں نے جواب میں

فرمایا کہ نہیں (مصنف عبدالرزاق)

مذکورہ جن روایات میں نمازِ جنازہ کے اندر قرائت نہ ہونے کا ذکر ہے، بعض حضرات نے ان سے قرائت کا عام حکم مراد لے کر سورہ فاتحہ کی قرائت کی بھی نفی کی ہے، جبکہ دیگر حضرات نے متعدد مرفوع وموقوف روایات میں سورہ فاتحہ کی قرائت کے ثبوت بلکہ سنت ہونے کی تصریح اور سورہ فاتحہ کے حمد وثناء اور دعاء پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کو مستثنیٰ کیا ہے۔

اور بعض حضرات نے قرائت نہ ہونے کو واجب کی نفی پر محمول کیا ہے، اور فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں کوئی مخصوص دعا یا سورت پڑھنا متعین طور پر واجب ولازم نہیں، کیونکہ جن حضرات سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ وغیرہ کی قرائت کرنا یا نہ کرنا ثابت ہے، ان میں سے متعدد حضرات سے نمازِ جنازہ میں کوئی دعا یا اور کوئی چیز متعین نہ ہونا بھی ثابت ہے۔ [1]

یہ مسئلہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے، اس لیے اس میں کسی ایک جہت کو قطعی طور پر باطل نہیں کہا جاسکتا، اور اس اختلاف کو اجتہادی نوعیت کا ہی اختلاف سمجھنا چاہیے، جس کو جو قول راجح معلوم ہو، اس کو راجح سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا حق ہے، لیکن اسے دوسرے قول کو باطل قرار دینے یا اس پر عمل کرنے والے پر نکیر کرنے کا حق نہیں۔

ہمارے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا کم از کم جائز اور زیادہ سے زیادہ سنت ہونا راجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] حدثنا حفص بن غياث ، عن الأعمش ، عن إبراهيم ، قال :ليس في الصلاة على الميت دعاء موقت , فادع بما شئت.

حدثنا محمد بن أبي عدي ، عن داود ، عن سعيد بن المسيب والشعبي ,قالا :ليس على الميت دعاء موقت.

حدثنا غندر ، عن عمران بن حدير ، قال :سألت محمدا عن الصلاة على الميت ، فقال :ما نعلم له شيئا موقتا ادع بأحسن ما تعلم.

حدثنا معتمر بن سليمان ، عن إسحاق بن سويد ، عن بكر بن عبد الله ، قال :ليس في الصلاة على الميت شيء موقت.

عن موسى الجهني ، قال :سألت الحكم والشعبي وعطاء ومجاهدا أفي الصلاة على الميت شيء موقت ؟ فقالوا :لا إنما أنت شفيع فاشفع بأحسن ما تعلم.

عن أبي سلمة ، قال :سمعت الشعبي يقول في الصلاة على الميت ليس فيه شيء موقت(مُصنف ابن أبي شيبة،من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه)

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کھانے کے آداب (نویں و آخری قسط)

کھانے کے برتنوں (Crockery) سے متعلق آداب

(91)......جن برتنوں میں کھانا کھایا جائے وہ صاف ستھرے ہونے چاہئیں، تاکہ کھانے کی صفائی ستھرائی متأثر نہ ہو، اور گندگی کی وجہ سے صحت پر بُرا اثر نہ پڑے۔

اگر برتن دھو کر ایسی جگہ رکھے ہوئے تھے کہ جہاں مکھی مچھر وغیرہ کی آمد و رفت ہوتی ہے، تو ان پر کھانے پینے سے پہلے پانی بہالینا مناسب ہے۔

ہوٹل اور بازار میں دستیاب برتنوں کو عام طور پر اہتمام سے صاف نہیں کیا جاتا، بلکہ اسی طرح سے میلے کچیلے پانی میں کھنگال کر یا گندے جراثیم زدہ کپڑے سے صاف کر کے رکھ دیا جاتا ہے، کھانے پینے کے ہوٹلوں کے علاوہ، چائے اور مشروب فروشوں کے یہاں آج کل صفائی کا فقدان پایا جاتا ہے، جن سے احتیاط کرنی چاہئے۔

(92)......سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ اسلام میں اس کی ممانعت ہے۔

(93)......سونے چاندی کے علاوہ دوسرے برتنوں میں کھانا پینا جائز ہے۔

اسی طرح کانچ یعنی شیشے کے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے، مگر ان کو احتیاط سے استعمال کیجئے، اگر کانچ کی کوئی چیز ٹوٹ جائے، تو کانچ کو اچھی طرح صاف کر دیجئے۔

کھانے سے متعلق متفرق آداب

(94)......رزق اور غذا، اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، رزق اور غذا ہی پر انسان کی صحت اور بقاء کا

www.idaraghufran.org

دارومدار ہے،لہٰذا رزق اور کھانے کے ایک ایک ذرہ اور لقمہ کی قدر کرنی چاہیئے۔

(95)...... اگر ایک مسلمان اس نیت سے حلال چیز کھائے پئے کہ اس کے ذریعہ سے طاقت وقوت حاصل کرکے اللہ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرے گا،تو اس نیت سے کھانا پینا بھی عبادت اور ثواب کے کام میں شامل ہوجاتا ہے۔

اور اگر شہوت بڑھانے اور حرص وطمع پوری کرنے یا صرف نفسانی لذت حاصل کرنے کی نیت سے کھائے،تو یہی کھانا گناہ یا فضول چیز میں شامل ہوجاتا ہے،لہٰذا کھانے پینے سے پہلے اپنی نیت کا جائزہ لے لینا اور اس کو ٹھیک کرلینا چاہیئے۔

(96)...... اگر کسی ضرورت سے کھانا یا اس کے متعلقات دسترخوان وغیرہ پر پہلے حاضر کردیئے اور رکھ دیئے جائیں،اور کھانے والے حضرات کچھ بعد میں وہاں آ کر بیٹھیں،اور کھانا تناول کریں،تو اس میں شرعاً کوئی گناہ نہیں،اور اس طرزِ عمل کو گناہ سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔

بعض اوقات کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنا پڑجاتا ہے،اور بہت سے ہوٹلوں وغیرہ میں دستر خوان اور ٹیبل پر سلاد یا پانی وغیرہ پہلے سے موجود ہوتا ہے،لہٰذا ضرورت کے پیشِ نظر اس طرزِ عمل میں گناہ نہیں۔

(97)...... کھانے کی اشیاء یا دسترخوان اٹھائے جانے سے پہلے خود اٹھ جانا گناہ نہیں،البتہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اشیاء یا دسترخوان اٹھایا جائے پھر خود اُٹھیں،اس لئے اگر کوئی دستر خوان اٹھائے جانے سے پہلے اٹھ جائے،تو اس کو لعن طعن کرنا یا اس عمل پر نکیر کرنا درست نہیں۔

(98)...... اگر کھانا بچ جائے اور دوسرے وقت میں استعمال کی ضرورت نہ ہو تو وہ کسی ضرورت مند کو دے دینا چاہیئے،اس کو اسی طرح رکھ کر ضائع اور خراب کردینا بُری بات ہے۔

اور اگر دوسرے وقت استعمال کی ضرورت ہو تو اس کو ڈھک کر اور اللہ کا نام لے کر محفوظ رکھنا چاہیئے، اور اگر کوئی چیز تھیلے یا شاپنگ بیگ وغیرہ میں رکھیں،تو تھیلے یا شاپنگ بیگ کے منہ کو اچھی طرح بند کردیجئے،تاکہ اس میں مکھی،مچھر،کیڑے مکوڑے داخل نہ ہوں۔

(99)......طبی اعتبار سے گرمی کے موسم میں کھانے سے پہلے غسل کرنا مفید ہے،مگر کھانے کے بعد فوراً غسل کرنا نقصان دہ ہے،کم ازکم کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد غسل کرنا چاہیے۔

(100)...... بازار میں کھلے عام اوراسی طرح لوگوں کے سامنے عام گزرگاہ پر بلاضرورت کھانے پینے سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔

البتہ اگرکسی دوکان یا ہوٹل میں کھانا پڑ جائے جہاں ہر قسم کے خاص وعام لوگ کھاتے پیتے ہوں،تو کوئی حرج کی بات نہیں،اس میں بھی اگر ممکنہ حد تک گزرنے والوں کی نظروں سے دور اور پوشیدہ ہوکر کھائے تو زیادہ بہتر ہے۔

لیکن بازار اور ہوٹلوں میں صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کے اصولوں کی عام طور پر رعایت نہیں ہوتی، بلکہ قدم قدم پر مخالفت ہوتی ہے،اوراسی وجہ سے بازاراور ہوٹلوں کے کھانے طرح طرح کی بیماریوں کا باعث بن رہے ہیں،اس لئے حتی الامکان بازاراور ہوٹلوں کے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

(102)......کھانے پینے کی جگہ،سونے اورآرام کرنے کی جگہ سے الگ رکھنی مناسب ہے،جس جگہ کھایا پیا جاتا ہے،وہاں کھانے کے کچھ ذرات گر جاتے ہیں اوراس پر کیڑے مکوڑے آتے ہیں، جوسوتے اورآرام کرتے وقت تکلیف وایذاء کا باعث بنتے ہیں۔

(103)...... دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے وقت بے صبری سے بچیئے،اگر دوسرے کو کھانے پینے یا برتن کی ضرورت ہوتو اس کی ضرورت کا پہلے خیال کیجئے۔

(104)...... اگرکھانے کے دوران دوسرا شخص آجائے تو اسے بھی نیک نیّتی کے ساتھ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے کھانے میں شرکت کی دعوت دے دینی چاہیے، اور کھانے پینے کی چیزوں میں کمی واقع ہونے کے ڈر کی وجہ سے دوسرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

(105)......اگر جماعت کھڑی ہو یا کھڑی ہونے والی ہو اور سخت بھوک یا پیاس لگی ہو اور طبیعت کھانے پینے کی طرف اس طرح راغب ہو کہ اس وقت نماز میں یکسوئی نہ ہو اور توجہ کھانے پینے کی طرف ہونے کا ڈر ہو اور کھانا، پینا بھی حاضر یا حاضری کے قریب ہو تو ایسے شخص کو جماعت چھوڑ کر

کھانے پینے کی ضرورت پوری کرنی چاہیے، بشرطیکہ نماز قضا نہ ہوجائے۔

(106)...... غذاؤں کے مختلف مزاج ہیں، بعض غذائیں ثقیل، بادی بعض ہلکی، بعض گرم اور بعض سرد شمار ہوتی ہیں۔

ثقیل اور بادی غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو دیر سے ہضم ہوں، اور طبیعت میں بوجھ پیدا کریں، ثقیل غذاؤں کو ہضم کرنے کے لئے معدہ اور آنتوں کو ضرورت سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے، اور بادی اشیاء کے بخارات، دل و دماغ کو چڑھتے ہیں، جس سے طبیعت میں بوجھ محسوس ہوتا ہے، ان غذاؤں میں آلو، گوبھی، بینگن، اروی، چاول، چنے کی دال، ماش کی دال، لوبیا، سفید چنے، گائے کا گوشت، کباب، پراٹھا، نان، مٹھائیاں، سری پائے، بھُنی اور تلی ہوئی غذائیں شامل ہیں۔

محنتی اور جفاکش لوگوں کو اس قسم کی غذاؤں کا ہضم کرنا آسان ہوتا ہے، اور دوسرے لوگوں کو جو محنت اور جفاکشی اور جسمانی ورزش نہیں کرتے، ان کو ہضم کرنا مشکل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بدہضمی، قبض، بواسیر، ریاح وغیرہ کی شکایت ہوجاتی ہے۔

جلدی ہضم ہونے والی غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو معدہ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، اور جلد ہضم ہوں، ان میں کھچڑی، دلیا، رس، ڈبل روٹی، ساگودانہ، کدو، توری، بکری کا گوشت، شوربا اور چپاتی وغیرہ شامل ہیں۔

مریضوں اور کمزوروں کے لئے ایسی ہی غذاؤں کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

گرم غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جن میں غذائی حرارے بہت زیادہ ہوتے ہیں، اور ان اشیاء کے استعمال سے جسم میں قوت و حرارت پیدا ہوتی ہے، ان غذاؤں میں انڈا، مرغ، مچھلی، بھُنا ہوا گوشت، گڑ اور خشک میوے شامل ہیں۔

سرد غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو جسم کی زائد حرارت اور گرمی کو دور کرتی ہیں، ان میں ٹینڈا، گھیا، پالک، کدو، لسی، کینوں، آلو بخارا، جامن اور تربوز وغیرہ شامل ہیں۔

تُرش غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو معدہ میں تیزابیت کو زیادہ کریں، اور ذائقہ میں کھٹی ہوں، ان غذاؤں میں لیموں، اچار، املی، خشک آلو بخارا، کھٹے پھل اور کھٹے میوے شامل ہیں۔

محرک غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو جسم میں تحریک پیدا کریں، اور اپنے اثرات سے خون کے دوران کو

تیز کردیں، ان میں گرم مسالوں سے تیار کردہ اشیاء اور شراب، چائے، کافی اور کولڈ ڈرنک وغیرہ شامل ہیں۔

(107)......صحت کو قائم رکھنے کے لئے متوازن خوراک کا ہونا انتہائی ضروری ہے، انسانوں کی خوراک کے بنیادی اجزاء، نشاستہ، لحمیات، حیاتین، چکنائی اور نمکیات ہیں۔

نشاستہ میں سرِفہرست، آٹا، چاول، چینی، گڑ وغیرہ شامل ہیں۔

جبکہ لحمیات میں گوشت، دالیں اور انڈہ سرِفہرست ہیں۔

چکنائی میں مکھن، گھی اور مختلف نباتاتی تیل شامل ہیں۔

حیاتین مختلف پھلوں اور سبزیوں میں کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

جبکہ نمکیات، سبزیوں، پھلوں، گوشت اور دودھ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں، نمکیات کے مفہوم میں کیلشیم، میگنیشیم، جست، فولاد، کرومیم، آئیوڈین، سوڈیم، پوٹاشیم، کوبالٹ، فلورین کے نمکیات وغیرہ شامل ہیں۔

متوازن خوراک کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ جو خوراک انسانی جسم کی بنیادی ضروریات کو پورا کرے، وہ متوازن غذا ہے۔

دودھ کو متوازن غذا قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں نشاستہ، لحمیات، حیاتین، چکنائی، نمکیات وافر مقدار میں موجود ہیں، اس لئے روزانہ کی بنیاد پر دودھ کا مناسب وقت اور مقدار میں استعمال بہت مفید اور ضروری ہے، اس سے جسم کی تیزابیت بھی معتدل رہتی ہے۔

طبی اعتبار سے عام حالات میں ہفتہ میں ایک مرتبہ گوشت کا استعمال اور ہفتہ میں تین دن سبزیوں کا استعمال اور تین دن دالوں کا استعمال مفید ہے۔

سبزیاں بطور سلاد استعمال کرنی چاہئیں، اور حسبِ ضرورت پھلوں کا استعمال بھی کرنا چاہئے۔

یومیہ مناسب مقدار میں دودھ یا دہی کا استعمال کرنا چاہئے۔

اگر اصلی دودھ، دہی میسر نہ آئے، تو اس کے بجائے انڈوں کے چھلکوں کو پانی میں ڈال کر اس کی جھلی دور کرلیں، پھر چھلکوں کو اچھی طرح خشک کرکے سفوف بنالیں، اور ایک گرام روزانہ استعمال کریں، یہ غریبوں کے لئے دودھ اور دہی کا عمدہ متبادل ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 30 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف جانے کا حکم دینا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب نبوت سے سرفراز فرمایا گیا، اور اس نبوت کی نشانیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بڑے بڑے معجزات عطاء فرمائے گئے، جن میں سے ایک لاٹھی کا سانپ بن جانا تھا، اور دوسرا ہاتھ کا سفید ہو جانا تھا، اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے نبوت کا مقصد متعین کیا جارہا ہے کہ آپ کو جو نبوت ملی ہے، اس نبوت کا پہلا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو توحید کی طرف بلانا، چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کو سب سے پہلے فرعون کی طرف بھیجا جارہا ہے، کیونکہ اس نے بہت سرکشی کی ہے۔

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى (سورة طٰهٰ، رقم الآية ٢٤)

یعنی ''تم فرعون کی طرف جاؤ، بے شک وہ سرکشی اختیار کئے ہوئے ہے''

اور سورہ نازعات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى (سورة النازعات، رقم الآية ١٧)

یعنی ''تم فرعون کی طرف جاؤ، بے شک وہ سرکشی اختیار کئے ہوئے ہے''

اس کی سرکشی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بھی تھی اور بندوں کے ساتھ بھی۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی سرکشی کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو ''ربِ اعلیٰ'' یعنی بڑا رب کہلاتا تھا، وہ مصریوں کے سب سے بڑے دیوتا سورج کا اپنے آپ کو اوتار کہتا تھا، اور مصریوں کے دل ودماغ پر اپنے آپ کو مسلط کرنے کے لیے جابجا اس کے بت نصب کیے گئے تھے اور لوگوں کو ان کی پوجا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

اور بندوں کے ساتھ اس کا معاملہ یہ تھا کہ وہ امراء کی ایک محدود تعداد کے علاوہ لوگوں کو سر اٹھا کے چلنے کی اجازت نہیں دیتا تھا، اور بنی اسرائیل کو اس حد تک دبا کے رکھا گیا تھا کہ جب اس نے محسوس کیا کہ ان کی افرادی قوت بڑھتی جارہی ہے اور ان کی نسل میں اضافہ دوسری قوموں کی نسبت کہیں زیادہ ہے، تو اس نے سیاسی خودغرضی سے کام لیتے ہوئے حکم دے دیا کہ ان کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کردیا جائے یا دریائے نیل میں بہا دیا جائے، اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھا جائے تا کہ ان سے لونڈیوں کی طرح گھر کی خدمت بھی لی جائے اور سفلی جذبات کی تسکین کا ذریعہ بھی بنایا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں تو تمام اہلِ مصر کی طرف مبعوث کیے گئے تھے، لیکن مصریوں کے سامنے دعوتِ عام دینے سے پہلے آپ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ شخصی حکومتوں میں اور وہ بھی فرعون جیسی جابرانہ حکومت میں بادشاہ کی مرضی کے خلاف براہِ راست عوام کے سامنے دعوت پیش کرنا اور ان کی اصلاح کے لیے کام کا آغاز کرنا ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور تھا، بادشاہِ وقت اگر دعوت سے متأثر ہوجائے اور ایمان لے آئے تو پھر اس کی رعایا کا دعوت قبول کرلینا کوئی مشکل نہیں ہوتا، لوگ ہمیشہ اپنے بادشاہوں کے دین پر چلتے ہیں۔

اسی لیے انبیائے کرام کا طریقِ دعوت ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ سب سے پہلے ان قوتوں کے سامنے اپنی دعوت پیش کرتے ہیں، جنھیں لوگوں پر کسی طرح کا بھی اثر واقتدار حاصل ہوتا ہے، تا کہ ان کی قبولیت سے لوگوں میں کام کرنا آسان ہوجائے، لیکن جب وہ دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ قبول کرنے کی بجائے مخالفت اور عناد پر اتر آئے ہیں تو پھر وہ عام لوگوں کو اپنی دعوت کا ہدف بنا کر اپنی تمام تر صلاحیتیں اس کے لیے وقف کردیتے ہیں۔

اور پھر مختلف مواقع پر مرحلہ بہ مرحلہ وہ تمام حالات وواقعات پیش آئے، جو آگے ان شاءاللہ تعالیٰ تفصیلاً ذکر ہوں گے، یدِ بیضاء، عصائے موسیٰ کے معجزات اور ان کے مظاہرے، جادوگروں کا قبولِ اسلام، قومِ فرعون پر مختلف وقتی وعارضی پکڑ وعذاب کے حالات، تا آنکہ بحرِ قلزم میں فرعون اور فرعونی لشکر کی غرقابی پر یہ سلسلہ ختم ہوا، اور بنی اسرائیل کی ایک امت کی حیثیت سے شیرازہ بندی اور توراۃ کا نزول ہوکر شریعتِ موسوی کی تشکیل کا آغاز ہوا۔

طب وصحت   (قُسط یا کُٹھ: قسط3)   حکیم مفتی محمد ناصر

عودِ ہندی، یا قُسط کے فوائد سے متعلق احادیث وروایات

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهَذَا العُودِ الهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ: يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ العُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الجَنْبِ

(بخاری، رقم الحدیث ۵۶۹۲، باب السعوط بالقسط الهندی والبحری، وهو الكست، مثل الكافور والقافور، مثل كشطت وقشطت: نزعت، وقرأ عبد الله: قشطت)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم پر عودِ ہندی کو اختیار کرنا لازم ہے، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں کی) شفائیں ہے،عودِ ہندی کو عذرہ (کی بیماری) میں ناک میں ڈالا جائے، اور ذاتِ جنب (کی بیماری) میں منہ میں ڈالا جائے (بخاری)

اور ام قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

فقال: اتقوا الله، على ما تدغرون أولادكم بهذه الأعلاق، عليكم بهذا العود الهندي، فإن فيه سبعة أشفية، منها ذات الجنب يريد الكست، يعني القسط. قال: وهي لغة (بخاری، رقم الحدیث ۵۷۱۸، باب ذات الجنب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (حلق کی) تکلیف کی وجہ سے تم اپنے بچوں کا گلا دبانے سے اللہ ڈرو، تم اس عودِ ہندی کو استعمال کرنے کا اہتمام کیا کرو، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں کی) شفائیں ہے۔

(اس حدیث کے ایک راوی سفیان کے مطابق) عودِ ہندی سے مراد کُست ہے، جو لغوی اعتبار سے قسط ہے (بخاری)

www.idaraghufran.org

اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُسْطِ، وَقَالَ مَرَّةً سُفْيَانُ: الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ، يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۶۹۹۷) [۱]

ترجمہ: اس (حلق کی) تکلیف کی وجہ سے تم اپنے بچوں کا گلا کیوں دباتی ہو، تم اس قُسط کو استعمال کرنے کا اہتمام کیا کرو، اور ایک موقعہ پر سفیان نے قسط کی جگہ عودِ ہندی فرمایا، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں کی) شفاء ہے، اُن (سات بیماریوں) میں سے ذاتِ جنب (کی بیماری) بھی ہے، عذرہ کی بیماری میں عودِ ہندی کو ناک میں ڈالا جائے، اور ذاتِ جنب کی بیماری میں اسے منہ میں ڈالا جائے (مسند احمد)

اور حضرت اُمِ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعَلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسَعَّطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيَلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَسَّرَ لَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَنَا خَمْسَةً قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: الْعُودُ الْهِنْدِيُّ هُوَ الْقُسْطُ (مسند الحمیدی، رقم الحدیث ۳۴۷)

ترجمہ: میں اپنا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر گئی، اور عذرہ کی بیماری کی وجہ سے میں نے اس کا تالو دبا دیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس تکلیف کی وجہ سے تم اپنے بچوں کا گلا کیوں دبا دیتی ہو، تم پر عودِ ہندی کو استعمال کرنا لازم ہے، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں کی) شفاء ہے، عذرہ کی بیماری میں عودِ ہندی کو ناک میں ڈالا جائے، اور ذاتِ جنب (کی بیماری) میں منہ میں ڈالا جائے۔

---

[۱] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

زہری فرماتے ہیں کہ عبیدُ اللہ (جواُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کرنے والے ہیں) نے (سات میں سے) دو بیماریاں ہم سے بیان کیں (یعنی عذرہ اور ذاتِ جنب) اور پانچ (بیماریاں) ہم سے بیان نہ کیں، حمیدی (اس حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ عودِ ہندی سے مراد قسط ہے (مسند حمیدی)

اور ایک روایت میں ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ العُذْرَةِ، فَقَالَ: عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلاَدَكُنَّ بِهَذَا العِلاَقِ، عَلَيْكُنَّ بِهَذَا العُودِ الهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الجَنْبِ: يُسْعَطُ مِنَ العُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الجَنْبِ.

فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ، وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُولُ: أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَمْ يَحْفَظْ، إِنَّمَا قَالَ: أَعْلَقْتُ عَنْهُ، حَفِظْتُهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ، وَوَصَفَ سُفْيَانُ الغُلاَمَ يُحَنَّكُ بِالإِصْبَعِ، وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِي حَنَكِهِ، إِنَّمَا يَعْنِي رَفْعَ حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ، وَلَمْ يَقُلْ: أَعْلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا (بخاری، رقم الحديث ۵۷۱۳)

ترجمہ: میں اپنا بیٹا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر گئی، اور عذرہ کی بیماری کی وجہ سے میں نے اس کا تالو دبادیا تھا، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس تکلیف کی وجہ سے تم اپنے بچوں کا گلا کیوں دبادیتی ہو، تم پر عودِ ہندی کو استعمال کرنا لازم ہے، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں کی) شفاء ہے، ان میں (سات بیماریوں) سے ذات الجنب بھی ہے، عذرہ کی بیماری میں عودِ ہندی کو ناک میں ڈالا جائے، اور ذاتِ جنب (کی بیماری) میں منہ میں ڈالا جائے۔

(حدیث کے ایک راوی سفیان کہتے ہیں کہ) میں نے زہری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم سے (سات میں سے) دو (بیماریوں یعنی ذاتِ جنب اور عذرہ) کا بیان حدیث

میں کیا ہے،اور باقی پانچ (بیماریوں) کا بیان نہیں کیا(علی بن عبداللہ کا بیان ہے کہ) میں نے سفیان سے کہا کہ معمر''أَعْلَقْتُ عَلیه'' کا لفظ بیان کرتے تھے،سفیان نے کہا کہ معمر کو یاد نہیں رہا،میں نے زہری کے منہ سے یادرکھا ہے کہ وہ''اعلقت عنه'' کہتے تھے،اورسفیان نے اس لڑکے کی حالت بیان کی کہ انگلیوں سے اس کا تالو دبایا گیا تھا،اورسفیان نے اپنے تالو میں انگلی ڈال کر بتایا،یعنی اپنی انگلی سے اپنے تالو کو اٹھایا اور''انہوں نے''أَعْلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا''نہیں کہا(بخاری)

مذکورہ احادیث میں عودِ ہندی نامی لکڑی کو اہتمام کے ساتھ استعمال کرنے کی تاکید مروی ہے۔ [1]

---

[1] ''اعلاق'' بچہ کے منہ میں اُنگلی ڈال کر ورم دبانے کو کہتے ہیں،جبکہ''اعلقتُ علیه'' کا مطلب ہے کہ میں نے اس کا حلق دبایا،اور''اعلقتُ عنهٗ'' کا معنیٰ ہے کہ میں نے حلق دبا کر یہ بیماری دُور کی (کذا فی لغات الحدیث،مصنفہٗ علامہ وحید الزمان،حرف ''ع''صفحہ ۱۷۷،مطبوعۃ: میر محمد کتب خانہ،آرام باغ کراچی)

عودِ ہندی کی فضیلت پر مشتمل حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن سے مروی یہ روایات الفاظ کے فرق کے ساتھ کئی حدیثوں میں مروی ہیں۔

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ – وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ، أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ – قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ، وَقَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ – قَالَ يُونُسُ: أَعْلَقَتْ: غَمَزَتْ فَهِيَ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ عُذْرَةٌ – قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْإِعْلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ – يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ – فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ (مسلم، رقم الحديث ''۸۷''۲۲۱۴)

أن بن شِهَابٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ۔وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ ۔أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، وَقَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْإِعْلَاقِ، عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ،۔يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ۔فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ (ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۰۷۰، ذِكْرُ الْأَمْرِ بِالتَّدَاوِي بِالْقُسْطِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات.

أن أم قيس بنت محصن، كانت من المهاجرات الأول اللاتي بايعن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فأخبرتني أنها أتت النبي صلى الله عليه وسلم بابن لها لم يبلغ أن يأكل الطعام وقد أعلقت عليه من العذرة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: على ما تدغرن أولادكم بهذه العلائق، عليكم بهذا العود الهندي۔يعني الكست۔فإن فيه سبعة أشفية، منها ذات الجنب (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۴۸۶)

www.idaraghufran.org

نیز مذکورہ احادیث میں ذکرشدہ عودِ ہندی سے محدثین نے قسط مراد لی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی عودِ ہندی کی فضیلت پر مشتمل احادیث میں بھی بعض راویوں مثلاً سفیان، یا زہری نے عودِ ہندی سے قسط مراد لی ہے۔ [1]

اسی طرح امام ابوداؤ د نے بھی حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: " يَعْنِي بِالْعُودِ: الْقُسْطَ (ابو داؤد، رقم الحديث ٣٨٧٧)

ترجمہ: ابوداؤ د نے فرمایا کہ عود سے مراد قُسط ہے (ابوداؤ د)

اور مسند حمیدی میں ہے کہ:

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: الْعُودُ الْهِنْدِيُّ هُوَ الْقُسْطُ (مسند الحميدى، رقم الحديث ٣٤٧)

ترجمہ: حمیدی نے فرمایا کہ عودِ ہندی قُسط ہی ہے (مسند حمیدی)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین نے عودِ ہندی اور قُسط کو ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے، اوران حضرات کے نزدیک بھی عودِ ہندی سے قسط مراد ہے، نیز محدثین اوراہلِ علم حضرات نے ذائقہ میں میٹھی اور رنگت میں سفید قُسطُ البحری کو کالی رنگت اور تلخ ذائقہ والی قُسط سے

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا کی سند سے مروی عودِ ہندی کی فضیلت پر مشتمل حدیث پر ''باب السعوط بالقسط الہندی والبحری، وہوالکست، مثل الکافوروالقافور'' کے عنوان سے باب قائم کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک عودِ ہندی سے قسطِ ہندی یاقسطِ بحری مراد ہے۔

فقال: اتقوا الله، على ما تدغرون أولادكم بهذه الأعلاق، عليكم بهذا العود الهندى، فإن فيه سبعة أشفية، منها ذات الجنب يريد الكست، يعنى القسط .قال: وهى لغة (بخارى، رقم الحديث ٥٧١٨، باب ذات الجنب)

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ – وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ، أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ – قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ، وَقَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ – قَالَ يُونُسُ: أَعْلَقَتْ: غَمَزَتْ فَهِيَ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ عُذْرَةٌ – قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْإِعْلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ – يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ – فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ (مسلم، رقم الحديث "٨٧"٢٢١٤)

اور مسند احمد کی ایک روایت میں سفیان نے قسط کی جگہ عودِ ہندی کا لفظ روایت کیا ہے (مسند احمد، تحت رقم الحدیث ٢٦٩٩٧)

افضل قرار دیا ہے (مرقاۃ المفاتیح تحت رقم الحدیث ۴۵۲۴، کتاب الطب والرقی)

مذکورہ احادیث میں تنہا عودِ ہندی یا قسطِ بحری کے فوائد کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں قسطِ بحری یا عودِ ہندی کے ساتھ زیتون کے استعمال کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَدَاوَى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۴۴۳، ترمذی، رقم الحدیث ۲۰۷۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم ذات الجنب (کی بیماری) میں قسطِ بحری اور زیتون سے دواء (اور علاج) کریں (مستدرک حاکم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَدَاوَوْا مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ، وَالزَّيْتِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۲۳۴) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذات الجنب (کی بیماری) میں قسطِ بحری اور زیتون سے دواء (اور علاج) کیا کرو (مستدرک حاکم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَدَاوَوْا مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ وَالزَّيْتِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۲۸۹) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ذات الجنب (کی بیماری) میں عودِ ہندی اور زیتون سے دواء (اور علاج) کریں (مسند احمد)

---

[1] قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ، عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ. وقال الذهبی: صحیح

[2] قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وقال الذهبی: صحیح

[3] قال شعیب الارنؤوط: التداوی بالعود الهندی منه صحیح.

مذکورہ احادیث میں ذاتِ جنب کے مرض میں قسطِ بحری کے ساتھ زیتون کو مفید قرار دیا گیا ہے۔

جبکہ بعض روایات میں قسط کے ساتھ زیتون اور ورس کا بھی ذکر ہے، البتہ سند کے اعتبار سے ورس کے ذکر والی روایات کو ایک راوی عبدالرحمٰن بن میمون کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے، مگر قسطِ بحری اور زیتون کی افادیت دیگر صحیح سند والی احادیث سے ثابت ہے۔

چنانچہ عبدالرحمٰن بن میمون کی سند سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: نَعَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، وَرْسًا، وَقُسْطًا، وَزَيْتًا، يُلَدُّ بِهِ (ابنِ ماجه، باب دواء ذات الجنب) [1]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب (کی بیماری) میں ورس (زرد رنگ کی خوشبودار گھاس) اور قسط اور زیتون کو منہ کے ذریعہ (کھانے) کی تعریف فرمائی (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ "قَالَ قَتَادَةُ: " يَلُدُّهُ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي يَشْتَكِيهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٩٣٢٧) [2]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الجنب (کی بیماری) میں زیتون اور ورس (زرد رنگ کی خوشبودار گھاس) کی تعریف کرتے ہوئے سنا، قتادہ کہتے ہیں کہ ذاتُ الجنب (کی بیماری) میں جس طرف شکایت (وتکلیف) ہو، منہ میں بھی اسی طرف سے (زیتون اور ورس کو) کھایا جائے

(مسند احمد)

مذکورہ احادیث اور روایات میں قسطِ بحری یا عودِ ہندی کے مختلف فوائد معلوم ہوئے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لضعف عبد الرحمن بن ميمون وأبيه ميمون أبي عبد الله البصري.

[2] قال شعيب الارنؤوط: أبو عبد الله- وهو ميمون- ضعيف، وبقية رجاله ثقات.

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐......5/ 12/ 19/ 26رجب اور 3/شعبان بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے، البتہ 12/رجب بروز جمعہ حضرت مدیر صاحب نے سوہان میں ایک مسجد میں نمازِ جمعہ کی امامت وخطابت فرمائی، اور مسجدِ غفران میں مفتی امجد حسین صاحب نے جمعہ کی خطابت وامامت فرمائی۔

☐......7/ 14/ 21/ اور 28/رجب بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس حسبِ معمول مسجد ادارہ غفران میں صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں۔

☐......6/رجب بروز ہفتہ، بعد نمازِ عشاء حضرت مدیر صاحب نے احتشام صاحب کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

☐......7/رجب بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کا اپنی بھتیجی اور جناب فرقان صاحب کی بیٹی کی رخصتی کے موقع پر جناب خورشید خان صاحب کے گھر بیان ہوا، اسی دن بعد نمازِ عشاء مدیر صاحب کی نیابت میں بندہ محمد ناصر نے جناب عمیش خان صاحب کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

☐......8/رجب بروز پیر جناب خورشید خان صاحب کے گھر اراکینِ ادارہ ناشتہ پر اور بعد نمازِ عشاء ان کے بیٹے اور جناب فرقان صاحب کے داماد جناب آفتاب خان صاحب کے ولیمہ کی تقریب میں ایک مقام پر مدعو تھے۔

☐......17/رجب، بروز بدھ دارالافتاء میں ادارہ غفران کی ''المجلسُ الفقهی '' کی ماہانہ نشست منعقد ہوئی، علمی وتحقیقی رسائل کی جلدِ ششم میں شامل رسائل اور بعض دیگر فقہی مسائل کے حوالہ سے شرکائے مجلس کی گفتگو ہوئی۔

☐......18/رجب، بروز جمعرات مولانا بلال قریشی صاحب کی دعوت پر اُن کے گھر میں اراکینِ ادارہ ظہرانے پر مدعو تھے۔

☐......20/رجب، بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء حضرت مدیر صاحب نے جناب حکیم اقبال صاحب کی بیٹی کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

☐......21/رجب، بروز اتوار حضرت مدیر صاحب چند اہلِ علم حضرات کی دعوت پر جامع مسجد شیر خان (علامہ اقبال کالونی) میں مدعو تھے، جہاں بعد نمازِ عصر علمی وفقہی مجلس ہوئی، اور بعد نمازِ مغرب حضرت مدیر صاحب کا بیان ہوا۔

☐......29/رجب، بروز پیر ادارہ میں مولانا عبدالرحمٰن بھکروی صاحب، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے دارالافتاء میں تشریف لائے۔

☐......15/ 29/رجب بروز پیر بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زید مجدہٗ کے طبی

www.idaraghufran.org

لیکچر ہوا،لیکچر سے فراغت کے بعد حکیم صاحب موصوف نے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا۔

□......19/رجب (6/اپریل) بروز جمعہ تعمیرِ پاکستان سکول میں یومِ پاکستان کے حوالہ سے ایک تقریب کا انعقاد ہوا،جس میں قراردادِ مقاصد کے بنیادی نکات کے حوالہ سے طلبہ میں سوال جواب کا مقابلہ ہوا،بعض طلبہ نے ملی نظمیں پڑھیں،تقریب کا مقصد طلبہ میں وطنِ عزیز کی محبت پیدا کرنا تھا۔

□......26/رجب(13/اپریل)بروز جمعہ تعمیرِ پاکستان سکول میں طلبہ کے درمیان انگلش املاء کا تحریری مقابلہ ہوا۔

علمی وتحقیقی رسائل (جلد4)

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق

(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم

(3)...غیرُ اللہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم

(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ

(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم

(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم

(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف:مفتی محمد رضوان خان

TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن:0322-4410682
HONDA GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500 5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/مارچ /2018ء/3/رجب المرجب/1439ھ: پاکستان: متحدہ مجلسِ عمل بحال، مولانا فضل الرحمٰن صدر، لیاقت بلوچ جنرل سیکرٹری منتخب ✍ 23/مارچ: پاکستان: پاکستان نے میزائل پروگرام کے لیے نیا ٹریکنگ سسٹم حاصل کرلیا، چینی سائنسدان ژہینگ مینگوائی نے بھی سسٹم فراہم کرنے کی تصدیق کردی ✍ 24/مارچ: پاکستان: یومِ پاکستان پر دنیا بھر میں شاندار تقریبات، دن کا آغاز ملکی سلامتی واستحکام کی دعاؤں سے ہوا پاک فضائیہ اور پاک بحریہ کے طیاروں کا فلائی پاسٹ ✍ 25/مارچ: پاکستان: اسلام آباد، وفاقی حکومت، کھلے سگریٹ کی فروخت پر پابندی، نوٹیفکیشن جاری، پابندی امتناع تمباکو نوشی آرڈیننس 2002 کے تحت لگائی گئی ✍ 28/مارچ: پاکستان: فیول ایڈجسٹمنٹ بجلی 2.28روپے سستی کرنے کی منظوری، نیپرا نے کمی کی منظوری فروری کے لیے دی، صارفین کو 7.5روپے کا ریلیف ملے گا ✍ 29/مارچ: پاکستان: پاکستان ریلوے، ایم ایل ون منصوبہ 3ماہ تک شروع کرنے کا فیصلہ، منصوبہ سی ڈی ڈبلیو پی بھیج دیا، اپ گریڈیشن 3مراحل میں ہوگی ✍ 30/مارچ: پاکستان: سب میرین کروز میزائل بابر کا ایک اور کامیاب تجربہ، پانی کے اندر سے فائر کیے گئے میزائل نے کامیابی سے ہدف کو نشانہ بنایا، 450 کلومیٹر تک ہدف کو تباہ کرسکتا ہے ✍ 31/مارچ: پاکستان: الیکشن کمیشن کا عام انتخابات عدلیہ کی زیرِ نگرانی کرانے کا فیصلہ، ہائیکورٹس سے ججوں کی فہرستیں طلب، ڈسٹرکٹ ریٹرننگ اور ریٹرننگ افسران ماتحت عدلیہ سے تعینات کیے جائیں گے ✍ یکم/اپریل: پاکستان: زرِمبادلہ ذخائر 11.78ارب ڈالر پالیسی ریٹ برقرار، مانیٹری پالیسی ☎ پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں 2.7روپے فی لیٹر کمی، نوٹیفکیشن جاری ✍ 2/اپریل: پاکستان: بھارتی فوج کی ریاستی دہشتگردی، 17 کشمیری شہید، انسانی حقوق چارٹر مذاق بن گیا، دنیا نوٹس لے، پاکستان ✍ 4/اپریل: پاکستان: وفاقی کابینہ: تارکینِ وطن، سمگلنگ آرڈیننس، شناختی کارڈ کے لیے معقول قیمتوں کی منظوری، مختلف ملکوں سے 7معاہدوں کی بھی منظوری ✍ 5/اپریل: پاکستان: سپریم کورٹ نے سرکاری اشتہارات میں تصاویر پر پابندی لگادی ✍ 6/اپریل: پاکستان: 5نکاتی ٹیکس ایمنسٹی سکیم، ایک لاکھ روپے آمدن والے ٹیکس سے مستثنیٰ، آف شور کمپنی بھی ڈکلیئر کرنا ہوگی، شناختی کارڈ نمبر ہی این ٹی این نمبر ہوگا، بیرونِ ملک اثاثے رکھنے والے 2فیصد جرمانہ دے کر فائدہ اٹھاسکتے ہیں ✍ 7/اپریل: پاکستان: 4650ارب ٹیکس ہدف، بجٹ کا ابتدائی مسودہ تیار ✍ 9/اپریل: پاکستان: بھارت سارک کانفرنس سبوتاژ کرنے کے لیے سرگرم، مودی نے شرکت خارج از امکان قرار دے دی، بھارت نے ڈھاکہ، کابل کے ساتھ مل کر 2016 کی کانفرنس بھی معطل کرادی تھی

✍ 11/اپریل: پاکستان: ڈالر مہنگا ہونے سے حج اخراجات میں بھی 32ہزار روپے اضافہ، اضافی اخراجات حکومت برداشت کرے گی، وزارتِ مذہبی امور ✍ 12/اپریل: پاکستان: شفاف انتخابات، الیکشن کمیشن نے سرکاری بھرتیوں، ترقیاتی منصوبوں پر پابندی لگادی ✍ 13/اپریل: پاکستان: پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل انضباطی کمیٹی نے 60ڈاکٹر معطل کردیے، کمیٹی کو 500شکایات ملیں ✍ 14/اپریل: پاکستان: نواز شریف، جہانگیر ترین تاحیات نااہل، سپریم کورٹ کا متفقہ فیصلہ جاری ✍ 15/اپریل: پاکستان: وزیرِ اعظم نے تنخواہوں و پنشن میں 15فیصد اضافے کی اصولی منظوری دے دی ☎ تھر میں غذائی قلت کے باعث مزید 10بچے جاں بحق ✍ 16/اپریل: پاکستان: 435پاکستانیوں کی آف شور کمپنیوں، سٹیل ملز انکوائری پر پیش رفت رپورٹ طلب، پاناما اور برٹش ورجن آئی لینڈ میں آف شور کمپنیوں پر تحقیقات ہورہی ہیں، چیئرمین نیب کا شفاف تحقیقات کا حکم ✍ 17/اپریل: پاکستان: آئندہ بجٹ، معاشی ترقی کا ہدف 6.2فیصد مقرر ☎ 1763ارب کے ترقیاتی بجٹ کی منظوری دے دی گئی، صوبوں کے لیے 1013ارب روپے رکھے جائیں گے، حتمی منظوری اقتصادی کونسل دے گی ✍ 18/اپریل: پاکستان: آئندہ بجٹ حجم 52.37 کھرب، دفاع 12، قرضوں کے لیے 16 کھرب مختص، وفاقی کابینہ میں 3سالہ میزانیاتی حکمتِ عملی منظور ✍ 19/اپریل: پاکستان: ننھی آصفہ قتل کیس، مقبوضہ کشمیر میں مظاہروں میں شدت، قابض فوج کی شدید فائرنگ شیلنگ، درجنوں طلباء زخمی، 50بیہوش ✍ 20/اپریل: پاکستان: مختلف شہروں میں بارش، پہاڑوں پر برفباری، کوئٹہ اور پشاور میں نشیبی علاقے ڈوب گئے، مزید بارشوں کا بھی امکان۔

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic
Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link
Building Networks for People
Baynet
Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

پاکستان میں پہلی بار%100 تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کر رہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر
احادیث فقہ
تاریخ اصلاحی کتب
درسی کتب اور شروحات
اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

CERAAT
CENTER FOR EDUCATION, RESEARCH ANALYSIS, ACCREDITATION AND TRAINING

نافع

معاملات میں دین کے احیاء کو اپنی محنت کا میدان بنایئے

مفتیان کرام
کیلئے اہم موقع

بذریعہ

1. کسی بھی دارالافتاء کے شعبہ معاملات میں خدمات
2. کاروباری اداروں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ میں خدمات
3. ہسپتال اور خیراتی اداروں میں نظام زکوۃ کے شعبہ میں خدمات
4. "نافع" جیسے اداروں میں مستقل خدمات

ان تمام شعبوں میں عملی خدمات کی تیاری کے لئے "نافع" میں شمولیت اختیار کیجئے

فوائد:

- کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔
- مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ کے ذریعے مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خود اعتمادی میں اضافہ۔
- کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹنگ، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاءز، مینجمنٹ سکلز وغیرہ
- معاملات میں عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

"نافع" کا تعارف

- "نافع" 10 سال سے شعبہ معاملات میں احیائے دین کیلئے حضرت مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب مدظلہ العالی اور مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔
- "نافع" کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک و ہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔
- "نافع" 60 سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔
- "نافع" سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔

ماہانہ وظیفہ
15000
تک
حسب کوائف
و
استعداد

درج ذیل کوائف کے حامل افراد شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں

- درس نظامی
- تخصص فی الافتاء

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

آخری تاریخ: 10 شوال

نافع: باب المستجاب مسجد، ٹیپو بلاک گارڈن ٹاؤن، لاہور۔
0322-4456244

www.naafey.com
naafey@gmail.com

www.idaraghufran.org

ان کو یاد کرنا ہمارا حق ہے

ہم سب جانتے ہیں کہ موت برحق ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف جانا ہے

جہاں ہمارے بڑے گئے ہیں۔ان کو اس جہاں میں آپ کے ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔

آگے ''نیکیوں کا موسمِ بہار'' یعنی رمضان المبارک آرہا ہے۔اس میں ہر نیکی دس سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے

آپ بھی نیکی کریں اور نیکی کرنے کے اسباب مہیا کریں۔قرآن کریم اور سپارے مساجد، مدارس اور پڑھنے والے احباب تک پہنچائیں اور اس کارِ خیر کا ثواب اپنے بڑوں تک پہنچائیں، آپ آج اپنے بڑوں کی طرف کچھ بھیجیں گے تو کل آپ کے چھوٹے آپ تک کچھ بھیجیں گے، لہٰذا پہلی فرصت میں تشریف لائیے، ہم آپ کے نیک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کے مددگار بنیں گے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ

راولپنڈی سیل ایجنسی
فون: 051-5534774

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، بالمقابل اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک راولپنڈی

مختلف سائزز، دیدہ زیب چھپائی، بہترین جلد بندی اور خوبصورت کتابت

قرآن مجید ❀ سپارہ سیٹ ❀ مجموعہ وظائف